

عمران سیریز

انقلابی تنظیم

www.pakistanipoint.com اردو ادب کی ہزاروں مفت کتب کی آن لائن لائبریری
http://www.pakistanipoint.com/forumdisplay.php?239-Urdu-Library

facebook. ppoint.library

مصنف
مظہر کلیم

www.pakistanipoint.com اردو ادب کی ہزاروں مفت کتب کی آن لائن لائبریری
http://www.pakistanipoint.com/forumdisplay.php?239-Urdu-Library

facebook. ppoint.library

ران سیریز نمبر ۸

انقلابی تنظیم



قیمت ۸/۰



ملنے کا پتہ

فیاض بک ڈپو

ایمن پور بازار
فیصل آباد

اس ناول کے تمام نام مقامات، واقعات، اور سچویشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی مطابقت (جزوی و غیر جزوی) محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لیے مصنف پرنٹر اور پبلشر ذمہ دار نہ ہوگا

قیمت ۸/۰۰ روپے

کتابت :- طلعت کتابت سنٹر جنیوٹ بازار فیصل آباد

بات چیت

معزز قارئین

سلام مسنون!

نیا ناول "انقلابی تنظیم" بھی آپ کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ یہ ناول منفرد مرکزی خیال پر مشتمل ہے۔ امید ہے یہ بھی آپ کی پسند پر پورا اترے گا۔ بلاسٹنگ مشن تو آپ پڑھ چکے ہوں گے۔

تجسس انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ لیکن اگر تجسس کے علاوہ اور کسی چیز کا ہوش نہ رہے۔ تو کوئی نہ کوئی واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے مثلاً ایک صاحب کو میں نے دیکھا۔ اسٹیشن پر پلیٹ فارم کے کنارے کنارے بڑھے جا رہے ہیں۔ بڑی بڑی مونچھیں، اور لمبی قمیض کے ساتھ دھوتی لہرا رہے ہیں، میں ان کے پیچھے جا رہا تھا۔ اچانک ساتھ والے پلیٹ فارم پر تین محترمات ہماری مخالف سمت بڑھتی نظر آئیں۔ خوبصورت تھیں، اُن صاحب نے نظریں ان پر گاڑ دیں

یعنی تجسّس نے انہیں اُن کی طرف متوجہ کیا۔ اب جوں جوں وہ محترمات قریب آتی جارہی تھیں، صاحب تجسّس کی گردن بھی ان میں تجسّس کی تسکین حاصل کرنے کے لیے گھوم رہی تھی۔ محترمات ہمارے مخالف سمت دور نکل گئیں، صاحب دید بھی مڑ کر انہیں دیکھنے لگے۔ تبھی اُن کا پیر پلیٹ فارم سے نیچے جا پڑا۔ دھیان جو دوسری طرف تھا۔ صاحب دھڑام سے لائن پر گرے۔ بھاگ کر قریب پہنچا، پوچھا کیا بات ہوئی بولے۔ ”پیر ریٹ گیا“۔ لوگوں نے یقین کر لیا۔ اب میں انہیں کیا بتاتا کہ اصل ان صاحب کی نظر رپٹ گئی تھی۔ آدھی مونچھ ان کی اکھڑ گئی، اندرونی چوٹوں کے علاوہ دھوتی پھٹ گئی۔ دعوتِ نظارہ دینے لگی۔

بہرحال: ناول پڑھیئے، ناول پُر تجسّس ہے، لیکن یہ تجسّس اوپر والا نہیں

آئندہ تک کے لیے اجازت دیجئے۔ خدا حافظ

آپ سب کا

اسلم

وہ انتہائی پھرتی سے عمارت کی دیوار پر چڑھتا چلا گیا۔ دیوار کے اوپر پہنچ کر اس نے چند لمحوں تک دائیں بائیں دیکھا، ہلکی ہلکی تاریکی میں دور دور تک کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
مطمئن ہونے کے بعد اس نے دیوار سے نیچے چھلانگ لگا دی اس کا پھرتیلا جسم مخصوص انداز میں نیچے زمین پر آیا، اور وہ سنبھل کر سامنے دکھائی دینے والے روشن برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔
فوراً ہی اسے ٹھٹھک کر رک جانا پڑا۔ برآمدے میں اچانک ہی دو اسٹین گن بردار نمودار ہوئے تھے۔ دونوں اسٹین گن بردار برآمدے میں کھڑے ہو کر باتوں میں مصروف ہو گئے۔ وہ اندھیرے گوشے میں ہونے کی وجہ سے ان کی نظروں سے بچا ہوا تھا پھر

وہ اندھیرے گوشے سے نکل کر اسٹین گن بردار دں کی طرف بڑھنے لگا۔ دونوں آدمیوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اور اسٹین گنیں سیدھی کرلیں۔ وہ قریب پہنچ کر رُک گیا۔

"کون ہو تم! کوڈ بتاؤ" ایک اسٹین گن والے نے کرخت آواز میں کہا۔

"میرا نام جانی ہے۔ یہ رہا کوڈ کارڈ" اس نے پُراعتماد لہجے میں کہا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔ اسٹین گن برداروں نے کارڈ چیک کیا۔ اور پھر مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے جا سکتے ہو" اسٹین گن بردار دں نے کارڈ جانی کو واپس کرتے ہوئے کہا۔

"باس موجود ہیں" جانی نے کارڈ جیب میں رکھتے ہوئے پوچھا

"نہیں" مختصر سا جواب ملا۔ اور جانی سر ہلا کر برآمدے میں بنے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اچانک عقب سے تیز آواز ابھری۔

"ٹھہرو" جانی کے اٹھتے قدم رُک گئے۔ وہ آہستگی کے ساتھ اسٹین گن برداروں کی طرف گھوما۔

"تم اندر کیسے داخل ہوئے، جبکہ گیٹ بند ہے" ایک نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"میرے پاس گیٹ کے میگنزم والا آلہ موجود ہے۔ اور یہ تو تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ باس اپنے خاص آدمیوں کو ہی یہ آلہ فراہم کرتا ہے"۔ جانی نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔ اور اسٹین گن برداروں نے سر ہلا دیئے۔

"سوری! تم جا سکتے ہو، دراصل یہ پوچھنا ہمارے فرائض میں شامل تھا"۔ ایک اسٹین گن بردار نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

اور جانی دوبارہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ دروازہ کراس کر کے ایک راہداری میں داخل ہو گیا۔ راہداری آگے جا کر دائیں بائیں دو شاخوں میں تقسیم ہو گئی۔ جانی تیزی سے قدم اٹھاتا دائیں طرف مڑ گیا۔ سامنے ایک دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دروازے کے قریب رک گیا۔ اور پھر آہستگی سے دروازے کو دھکیلا۔ دروازہ بغیر کسی آواز سے کھلتا چلا گیا۔ اور جانی اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ایک اسٹین گن بردار کھڑا تھا۔ جانی نے اُسے دیکھتے ہی کہا۔

"سیکرٹ اسپاٹ، نمبر الیون"۔ اسٹین گن بردار نے اپنی گن نیچے جھکا لی۔ اور جانی کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ جانی راہداری میں مڑ گیا۔ اور آخرکار اس کے قدم ایک دروازے پر رک گئے۔ دروازے پر "سپیشل روم" کے الفاظ دکھائی دے رہے تھے۔

جانی نے دائیں بائیں دیکھ کر پھرتی سے اپنی پتلون کی جیب میں سے ایک تار نکال لیا۔ تار کا سرا اس نے دروازے کے اندرونی لاک میں ڈال دیا۔ اور پھر تار کو مخصوص انداز میں دو تین بار حرکت دی، ہلکی سی کھٹک کی آواز ابھری اور دوسرے ہی لمحے لاک کھل گیا۔

جانی نے تار جیب میں ڈال لی۔ اور پھر دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ آدھے کمرے میں فرنیچر رکھا ہوا تھا۔ باقی حصے میں الماریاں تھیں۔ جانی نے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور سامنے دکھائی دینے والے ٹیلی فون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹیلی فون اسٹینڈ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں سے ایک چھوٹا سا گول ٹکڑا نکالا۔ یہ میگا ڈکٹا فون تھا جو انٹر لنک ریسیور کے طور پر بھی کام کر سکتا تھا۔ اب اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور اس کا ماؤتھ پیس کا حصہ کھولنے لگا۔ ڈھکن علیحدہ کر کے اس نے میگا ڈکٹا فون ماؤتھ پیس کے اندر رکھ دیا۔ اور پھر تیزی سے ڈھکن دوبارہ چڑھانے لگا۔ ڈھکن چڑھا کر وہ تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھا۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ یہاں اس نے تار کی مدد سے لاک لگا دیا۔

اور واپس ہو گیا۔ اسٹین گن بردار کے پاس سے گذر کر وہ خارجی راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا

جونہی وہ راہداری کا دروازہ کھول کر باہر برآمدے میں نکلا۔ دونوں اسٹین گن برداروں نے اپنی گنوں کا رُخ اس کی طرف کر کے ہاتھ اٹھانے کا اشارہ کیا۔

جانی نے حیرت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔

"کیا بات ہے، کیا میں تمہاری تسلّی نہیں کرا سکا" جانی نے کہا۔

"تم نے ہمارے ساتھ فراڈ کر کے اچھا نہیں کیا" ایک اسٹین گن بردار نے سخت لہجے میں کہا۔

"فراڈ ۔ ۔ ۔" جانی نے قدرے حیرت سے کہا "کیسا فراڈ؟"

"تم نے کہا تھا کہ گیٹ کھولنے والا آلہ تمہیں باس نے خود ایشو کیا تھا۔" اسٹین گن بردار نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں! یہ صحیح ہے" جانی نے جواب دیا۔

"ابھی ابھی باس آئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جانی نامی کسی آدمی کو انہوں نے یہ آلہ ایشو نہیں کیا"

جانی کے ماتھے پر پسینے کے قطرات نمودار ہو گئے۔

"کیا تم ہمیں وہ آلہ دکھا سکتے ہو" دوسرے اسٹین گن بردار نے سختی سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اب ظاہر ہے جانی کے پاس وہ

آلہ ہوتا تو دیوار پھاند کر کیوں آتا۔

اچانک ہی جانی کی ایک ٹانگ حرکت میں آئی۔ دوسرے ہی لمحے ایک اسٹین گن بردار کے منہ سے اذیت بھری کراہ نکلی۔ اور اسٹین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔ جانی کی بھرپور ٹھوکر اس کے ہاتھ پر پڑی تھی۔

دوسرے اسٹین گن بردار نے فوراً اپنی گن سیدھی کی اور اُسی وقت جانی نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی۔ اس کا مضبوط جسم پوری قوت سے اسٹین گن بردار سے ٹکرایا۔ اور دونوں دھڑام سے فرش پر آگرے۔ جانی گرتے ہی سنبھلا اور ایک ہاتھ مقابل کی اسٹین گن پر ڈال دیا۔ اور ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اسٹین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر جانی کے ہاتھ میں آگئی۔

جانی فوراً اٹھا اور دوسرے ہی لمحے اس نے اسٹین گن کا دستہ پوری قوت سے گرے ہوئے آدمی کی کھوپڑی پر رسید کیا

اُس آدمی کے منہ سے اذیت ناک چیخ نکلی اور اس کا جسم ساکت ہوتا چلا گیا۔

اس لمحے دوسرے نے اس کے پہلو میں گھونسا دے مارا بے اختیار جانی کے منہ سے کراہ نکلی۔ لیکن فوراً ہی اس نے گھوم کر زوردار مکہ اس آدمی کے منہ پر رسید کیا۔ مکے کی ضرب

سے اس کا منہ بُری طرح لہرا کر رہ گیا۔ اُسی لمحے جانی کا دوسرا مکہ اُس کی کنپٹی پر پڑا۔ اور یہی مکہ فیصلہ کن ثابت ہوا۔ وہ آدمی لہراتا ہوا فرش پر گرا۔ اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔

عین اُسی وقت عقب سے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

جانی نے فوراً دیوار کی طرف دوڑ لگا دی۔ قریب پہنچ کر وہ پھرتی سے اُچھلا۔ اور اس کے دونوں ہاتھ دیوار کے کنارے ٹک گئے۔ ہاتھوں کے بل اُس نے تیزی سے اپنے جسم کو اٹھایا۔

عین اُسی لمحے عقب سے کرخت آواز قریب ہوتی سنائی دی۔

"ہالٹ، رک جاؤ، ورنہ گولی مار دی جائے گی"۔ اس اثناء میں جانی دیوار پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے یکدم قلابازی کھائی۔ اُسی وقت فائرنگ ہوئی۔ لیکن گولی جانی کے اوپر سے گزر گئیں۔ جانی کا جسم قلابازی کھاتا زمین پر گرتا چلا گیا۔ اس کے دونوں پیر زمین سے ٹکراتے پیر لگتے ہی اُس نے اپنے جسم کو سنبھالا۔ اور پھر تیزی سے سڑک پر دائیں جانب دوڑتا چلا گیا۔ آگے ایک چوراہا آ گیا تھا۔ وہ پھر چوراہے پر دائیں طرف مڑ گیا۔ اندھیرا کافی گہرا ہو گیا تھا۔

سڑک پر ایک جانب سیاہ رنگ کی کار کھڑی تھی۔ جانی کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس نے پھرتی سے دروازہ کھولا۔ اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی کار اسٹارٹ کر دی۔ سویا انجن ہلکی سی آواز سے

جاگ اُٹھا۔

دوسرے ہی لمحے جانی نے ایکسیلیٹر پر دباؤ ڈالا۔ اور کار انتہائی تیزی سے سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔ سڑک پر ٹریفک بڑھ گئی تھی۔ اس کے باوجود جانی نے کار کی رفتار خاصی تیز رکھی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے کار ایک کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔

"قوالی" چیونگم کی طرح ہوتی ہے" عمران نے چیونگم منہ میں بری طرح چباتے ہوئے کہا

"چیونگم کی طرح ...." سلیمان نے حیرت سے کہا۔ وہ انتہائی سعادت مندی سے عمران کے پاؤں دبا رہا تھا۔ اتفاق سے وہ عمران سے پوچھ بیٹھا تھا۔ کہ قوالی کیا ہوتی ہے۔ اب عمران اُسے بتا رہا تھا کہ قوالی کیا ہوتی ہے۔

"ہاں برخوردار، چیونگم کی طرح۔ تم نے کبھی لکھی ہوئی قوالی دیکھی ہے" عمران نے پوچھا۔

"لکھی ہوئی، جی ہاں!" سلیمان نے جواب دیا۔

"کتنی لمبی تھی؟"

"تین چار چھوٹے چھوٹے بند تھے۔

بس" سلیمان نے قدرے حیرت سے بتایا۔ ساتھ ساتھ پاؤں دباتا جا رہا تھا۔

"اور سنی بھی ہو گی کبھی" عمران لمبی گفتگو میں پڑ رہا تھا۔

"جی ہاں! کئی دفعہ، دو دو تین تین گھنٹے تک قوالی سن لیتا ہوں"

"تو بس، قوالی کو کھینچ کھانچ کر لمبا کر دیا جاتا ہے۔ اور۔۔۔"

"یہ کھانچ کیا ہوتا ہے" سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کھانچ تیرے کھینچنے سالے کا نام ہے" عمران نے جھلا کر جواب دیا "خاموشی سے لیکچر سنتے جاؤ"

"یس سر" سلیمان نے ادب سے سر جھکا کر کہا۔

"تو جس طرح چیونگم ایک چھوٹا سا پیس ہوتا ہے۔ اور کھاتے ہوئے گھنٹوں گزر جاتے ہیں۔ اسی طرح قوالی بھی کھینچ کھانچ۔۔۔ اوہ سوری، کھینچ کھینچ کر گھنٹوں پر محیط کر دی جاتی ہے" عمران نے سنجیدگی سے بتایا۔

"قوالی نہ ہوئی، رسّا کشی ہو گئی" سلیمان نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"اچھا، اب آئندہ لیکچر کا موضوع ہو گا۔ ماڈرن عورت، اب ناشتہ لے آ" عمران نے کہا اور سلیمان نجانے کیا بڑبڑاتا ہوا باورچی خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے گدھے کی طرح بیڈ پر لوٹیں لگائیں اور باتھ روم میں گھستا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے بُرا سا منہ بنایا۔ اور پھر ہاتھ صاف کرتا ہوا ٹیلی فون کے پاس آیا۔

"ہیلو! عمران سپیکنگ! ناشتہ کر دے گے" عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں شکریہ"

دوسری طرف سے کسی کی ہنسی بھری آواز سنائی دی۔

"تو پھر مجھے ہی کر لینے دو" عمران نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری عمران صاحب!" آواز آئی۔ آواز میں خفت کا تاثر پایا جاتا تھا۔

"کیا بات ہے مسٹر کنگ۔ آج بھوکے تو نہیں ہو۔ پیسے تو ختم نہیں ہو گئے" عمران احمقانہ غصے میں کہہ رہا تھا۔

"جی نہیں! ایک انتہائی اہم اطلاع ہے آپ کے لیے۔ میں فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں" کنگ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"فائیو سٹار میں میرا انتظار کرو" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ناشتے سے فراغت کے بعد اس نے کپڑے تبدیل کیے اور پھر سلیمان

کو آواز دی۔

"جی صاحب!" سلیمان حاضر ہو گیا۔

"میرا انتظار نہ کرنا۔ میں ایک جگہ جا رہا ہوں، کام ہے" عمران نے جیکٹ پہنتے ہوئے کہا۔

"کیا قوالی سننے جا رہے ہیں" سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں، ماڈرن عورت کا لیکچر تیار کرنے کے لیے آوارہ گردی کرنے جا رہا ہوں" عمران نے جھلاتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد وہ باہر کی طرف بڑھا۔ دروازے پر پہنچ کر وہ رکا

"بات سن" اس نے سلیمان کو قریب آنے کا کہا۔

سلیمان تیزی سے قریب پہنچ گیا۔

"یہ لے" عمران نے جیب کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا

سلیمان خوش ہو گیا کہ شاید پیسے ملنے والے ہیں۔ وہ توجہ سے عمران کی جیب تکنے لگا۔ اور اسی لمحے عمران کا جیب کی طرف بڑھنے والا ہاتھ رکا، اٹھا اور دوسرے ہی لمحے سلیمان کے سر پر چپت پڑی چپت رسید کرتے ہی عمران پھرتی سے دروازے سے باہر بھاگا۔ ادھر سلیمان چپت کھا کر بلبلا اٹھا اور بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اونچی آواز میں کہنے لگا۔

"اب اگر مجھ سے کوئی گستاخی ہو گئی تو پھر نہ کہئے گا"

عمران تیزی سے اپنی کار تک پہنچ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار فائیو سٹار کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ عمران کو حیرت تھی۔ کہ آخر کنگ اُس سے کون سی ایسی بات کرنا چاہتا ہے۔ جس کے لیے اُس نے عمران کو کال کیا ہے

کنگ عمران کے مقامی ماتحتوں میں سے ایک تھا۔ بظاہر وہ ایک صحافی تھا۔ لیکن درحقیقت عمران کے لیے کام کرتا تھا۔ عمران نے اُسے خصوصی تربیت دی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ بے حد پھرتیلا ہو گیا تھا۔

عمران نے فائیو سٹار ہوٹل کے سامنے کار روک دی۔ اور اتر کر ہال میں نگاہ دوڑائی، کونے کی ایک میز پر اُسے کنگ بیٹھا دکھائی دے گیا۔ کنگ بھی اُسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران تیزی سے چلتا ہوا کنگ کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچ کر وہ کنگ کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

کنگ نے ویٹر کو کافی لانے کا آرڈر دیا۔ اور پھر عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

"عمران صاحب! ایک انتہائی خوفناک تنظیم کا پتہ چلا ہے" کنگ نے کہنا شروع کیا۔

"اوہ! وہ کیسے؟" عمران نے سنجیدگی سے بھرپور لہجے میں چونکتے ہوئے کہا۔

"پرسوں میں مضافاتی علاقے میں اپنے ایک دوست سے ملنے جا رہا تھا۔ علاقہ سنسان تھا۔ ایک جگہ میں نے دیکھا۔ تین افراد ایک آدمی کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اور وہ آدمی بہت خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔ مختصر یہ کہ میں نے اُسے ان آدمیوں سے بچایا۔ اور پوچھا۔ کہ یہ لوگ تمہارا پیچھا کیوں کر رہے تھے۔

اس نے بتایا کہ وہ ایک نہایت خطرناک تنظیم کا رکن ہے۔ چند دن اُس نے خود بخود اس تنظیم سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یوں تنظیم کا باس اُس کا دشمن ہو گیا۔ آج تنظیم کے تین افراد نے اُسے قابو کر لیا۔ اور پہاڑی علاقے میں بغرض قتل لے گئے۔ اتفاقاً میں وہاں پہنچ گیا۔ اور یوں وہ قتل ہونے سے بچ گیا۔" کنگ خاموش ہو گیا۔

عمران بغور اس کی کہانی سن رہا تھا۔

"پھر؟" اُس نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"میں نے تنظیم کے متعلق تمام باتیں اس سے دریافت کیں۔ اُس کا نام جانی ہے۔ تب میں نے اُس تنظیم کے اَن دیکھے باس کے ٹھکانے کے بارے میں معلوم کیا۔ اور ایک منصوبے کے تحت میں کل رات کے وقت باس کی وسیع کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ اور بمشکل تمام ایک میگا ڈکٹا فون باس کے ٹیلی فون سے منسلک کر آیا۔ عمارت کا محل وقوع اور کوڈ وغیرہ بھی جانی نے ہی بتائے تھے۔ کل رات

سے اب تک وہ ٹیلی فون استعمال نہیں کیا گیا"۔ کنگ ایک مرتبہ پھر خاموش ہو گیا۔

"جانی اس وقت کہاں ہے؟" عمران نے دریافت کیا۔

"اُسے میں اپنے گھر میں چھوڑ آیا ہوں"۔ کنگ نے جواب دیا۔

"چلو! میں اس سے ملنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور وہ دونوں اٹھ کر ہال سے باہر نکل آئے۔

چند لمحوں بعد عمران اپنی کار میں کنگ کے ہمراہ اس کی رہائش گاہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کالونی میں داخل ہو گئے۔

کنگ کی نشاندہی پر عمران نے ایک کوٹھی نما مکان کے سامنے کار روک دی۔ اور پھر وہ دونوں مکان میں داخل ہو گئے۔

کنگ نے عمران کو نشست کے کمرے میں بٹھایا۔ اور خود ایک دوسرے دروازے میں غائب ہو گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک کسرتی بدن کے آدمی کو ساتھ لیے کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ جانی ہے جناب"۔

کنگ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران کو بتایا۔

اور پھر وہ دونوں عمران کے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"ہاں تو مسٹر جانی۔ اب مجھے تفصیل سے ساری بات بتاؤ" عمران نے کہا۔

"میں سخت خطرے میں پڑ گیا ہوں۔ اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں نے تنظیم سے علیحدگی اختیار کر کے سخت غلطی کی ہے"۔ جانی نے انتہائی پریشان لہجے میں کہنا شروع کیا۔ پھر اُس نے تنظیم سے علیحدگی اور دیگر حالات عمران کو بتا دیئے۔ جو عمران کو کنگ نے بتائے تھے۔

"یہ تنظیم یہاں کام کرتی ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"بظاہر یہ تنظیم صرف سمگلنگ کرتی ہے۔ اور یہ سمگلنگ آتشیں اسلحے کی ہے۔ دوسرے یہ تنظیم درپردہ طور پر راجیشیا کے لیے کام کرتی ہے۔ یعنی پاکیشیا کے اہم ترین راز راجیشیا تک پہنچاتی ہے"۔ جانی نے بتایا۔

"اوکے۔ تم فی الحال یہیں رہو۔ وقتاً فوقتاً تمہارے ساتھ رابطہ قائم کر لیں گے۔

جانی، میگا رسیور مجھے دے دو"

عمران نے جانی کے بعد کنگ سے کہا

کنگ سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک عجیب سا میٹر نما چوکور آلہ پکڑا

ہوا تھا۔ یہ میگا ڈکٹا فون کا رسیور تھا۔ میگا ڈکٹا فون سے جو بھی نشریات آئیں۔ رسیور انہیں کیچ کر لیتا ہے۔

عمران نے ڈکٹا فون جیب میں رکھ لیا۔ اور پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"جانی خاص طور پر خیال رکھنا، یہ واقعی شدید خطرے میں ہے"۔ عمران نے کہا۔ اور پھر کنگ کے مکان سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ بلیک زیرو نے اس کا استقبال کیا۔

"یار کافی تو پلواؤ"۔ عمران نے صوفے پر گرتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔ اچانک عمران کو ہلکی ہلکی زُوں زُوں کی آواز سنائی دی۔ اُس نے پھرتی سے جیب میں سے میگا رسیور نکال کر کان کے قریب کر لیا۔ اور رسیور پر لگا ایک بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی رسیور میں ایک آواز گونجی۔

"یس باس سپیکنگ"۔

"نمبر فورٹین سر!" ایک دوسری آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے شارلی"۔ باس کی نرم آواز ابھری

"باس! مال آنے والا ہے"۔ شارلی نے کہا۔

"اوہ! اتنی جلدی، لیکن اطلاع کیوں نہیں دی گئی"۔ باس کی حیرت بھری آواز ابھری۔

"اس کا مجھے علم نہیں، مجھے صرف مال آنے کا سگنل ملا ہے"۔
"اوہ! کب آ رہا ہے؟"
"آج رات"۔ شارلی کی آواز آئی۔
"او کے! میں پہنچ جاؤں گا۔ میرے آنے تک تیاریاں مکمل کر کے رکھو او کے"۔ باس نے کہا۔
"او کے!"
"اور سنو! کونسے پوائنٹ پر مال سپلائی ہو گا"۔ باس کی آواز ابھری۔
"شمالی ساحل پر جناب"۔ شارلی نے بتایا۔
"او کے!"
باس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر رکھنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر کسی کے قدموں کی چاپ ابھری جو آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ بالکل خاموشی چھا گئی۔
عمران نے ایک طویل سانس لیکر میگا رسیور آف کر دیا۔ اسے اس وقت کنگ کے اس اقدام پر بے حد مسرت ہو رہی تھی۔ جو اس نے ڈکٹا فون منسلک کیا تھا۔
بلیک زیرو بھی عمران کے ساتھ بیٹھا ساری گفتگو سن چکا تھا۔
"کوئی نیا کیس"۔ بلیک زیرو نے کافی کا کپ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" ہاں! سمگلنگ کیس ہے "۔ عمران نے پُر تفکر انداز میں جواب دیا۔

" لیکن یہ کام پولیس کا ہے۔ ہمارا نہیں "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں بلیک زیرو۔ بات اگر سمگلنگ تک ہی محدود ہوتی تو میں اس معاملے میں نہ پڑتا۔ لیکن بات بہت سیریس ہو گئی ہے۔ آتشی اسلحہ خفیہ طور پر پاکیشیا سمگل کیا جاتا ہے۔ خود سوچو، بغیر کسی مقصد کے کسی کو کیا پڑی ہے۔ اسلحہ حاصل کرنے کی، ضرور یہ اسلحہ کسی خاص اور خطرناک مقصد کے حصول کے لیے پاکیشیا منتقل ہو رہا ہے۔ اسی بات نے مجھے چونکایا ہے، اور ظاہر بات ہے، یہ معاملہ ملکی سلامتی کا ہے۔ چنانچہ ہمیں میدان میں آنا ہی پڑے گا "۔ عمران انتہائی سنجیدگی سے تفصیل بتاتا چلا گیا۔

بلیک زیرو کو اب اس مسئلے کی خوفناکی کا اندازہ ہوا تھا۔ اور وہ بھی اندرونی طور پر پریشان ہو گیا تھا۔

" پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے "۔ بلیک زیرو نے بھاری لہجے میں پوچھا۔

" تم ممبرز کو کال کر کے یہاں طلب کرو۔ اور میری کال ملتے ہی انہیں روانہ کر دینا۔ میں فی الحال تنظیم کے باس کی طرف جا رہا ہوں "۔ عمران نے کافی کا خالی کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا میں بھی ممبروں کے ساتھ کام کروں یا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس کا فیصلہ بعد میں حالات کے مطابق کریں گے۔ فی الحال تم ممبران کو ہدایات ہی جاری کرتے رہو گے" عمران نے کہا۔ اور پھر تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے اپنے فلیٹ کی طرف چلی جا رہی تھی۔ فلیٹ کے سامنے کار روک کر عمران فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جونہی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اُسی لمحے اُسے سلیمان دروازے کے ایک طرف چھپا دکھائی دیا۔

عمران نے فوراً سر نیچے جھکا لیا۔ ورنہ سلیمان کی "انتقامی چپت" ضرور اس کی مزاج پرسی کر جاتی۔

سلیمان بے چارے کا ہاتھ ہوا میں ہی لہرا کر رہ گیا۔

"ہوں! تو تیار کھڑے تھے"۔ عمران نے اُسے چڑانے کے سے انداز میں کہا۔ اور سلیمان غصے سے بڑبڑاتا ہوا، دروازے کو بند کرنے لگا۔ عمران مسکراتا ہوا اپنے سٹڈی کے کمرے میں آیا۔ یہاں اُسنے لباس تبدیل کیا۔ ایک ریوالور جیب میں ڈالا۔ اور پھر دوبارہ کمرے سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھا۔ جونہی اس نے خارجی دروازہ کھولا، عین اُسی لمحے ایک فائر ہوا اور کمرہ ایک چیخ سے گونجتا چلا گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک لمبی میز کے گرد چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک کمرہ ایک بھاری آواز سے گونج اٹھا۔ آواز نجانے کہاں سے آرہی تھی۔

"سب لوگ موجود ہیں؟" بھاری آواز نے پوچھا۔

"یس باس! ہم سب حاضر ہیں" چھ آدمیوں میں سے ایک نے ادب سے جواب دیا۔

"ای ون! رپورٹ" آواز نے تحکمانہ لہجے میں کسی کو مخاطب کیا۔

"یس سر! ہمارا شعبہ بالکل صحیح جا رہا ہے۔ ہم اب تک تین اہم بستیوں کو اپنے ساتھ شامل کر چکے ہیں۔ ایک اور بستی پر کوشش جاری ہے" ای ون نے رپورٹ دی۔

"ویری گڈ!
کیا وہ لوگ سرمایہ فراہم کرنے پر پوری طرح آمادہ ہیں۔" بھاری آواز کمرے کی فضا میں اُبھری۔
"یس سر! وہ ہم سے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں"۔ ای ون نے جواب دیا۔
"اوکے!
آپ لوگ اپنا کام جاری رکھیں۔ ای ٹو۔۔۔۔"
آواز نے دوسرے نام کو پکارا۔
"یس سر! مجھے فی الحال مزید کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ پروفیسر رضوی ان دنوں سخت بیمار ہے۔ اس لیے وہ مزید کوئی اطلاع فراہم نہیں کر سکا۔" ای ٹو نے جواب دیا۔
"ای تھری"! تیسرے کو پکارا گیا"
"جناب! میں اور ای فور اکٹھے کام کر رہے ہیں۔ سرنگ کا کام تیزی سے ہو رہا ہے"۔ ای تھری نے جواب دیا۔
"ای فائیو"
"سر! ہم لوگوں نے اس شخص کے فلیٹ کو چیک کر لیا ہے میرے آدمی اس کی طرف روانہ ہو گئے ہیں"۔ ای فائیو نے جواب دیا۔

" یہ بہت خطرناک آدمی ہے۔ ای فائیو!
اس کام کے لیے تمہیں خود حرکت میں آنا چاہیئے" تھار بھاری
آواز نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" جناب! آپ فکر نہ کریں۔ میرے دونوں آدمی کام میں مہارت
رکھتے ہیں۔ وہ کامیاب ہی واپس آئیں گے" ای فائیو نے مؤدب
لہجے میں کہا

" اوکے! ای سکس"

چھٹا نمبر پکارا گیا۔

" سر! ہم لوگ اسلحہ متعلقہ آدمیوں کو پہنچانا چاہ رہے تھے،
اس سلسلے میں آپ کی اجازت درکار تھی" ای سکس نے جواب دیا۔

"تم فوراً کام شروع کردو، لیکن نہیں، ابھی یہ کام شروع نہ کرنا۔
اس سے قبل میں ایک مین میٹنگ میں سب لوگوں کو اہم ہدایات
دینا چاہتا ہوں، اس میٹنگ کے بعد اسلحے کی تقسیم مناسب رہے
گی۔

سالینڈ کے ماہرین کب پہنچ رہے ہیں" بھاری آواز نے
پوچھا۔

" غالباً اگلے ہفتے جناب" ای تھری نے جواب دیا۔

" تو پھر آپ لوگ کام تیز کردیں۔ ایگل سنڈیکیٹ کا یہ مشن

کسی بھی صورت میں نا کام نہیں ہونا چاہیئے ۔" پُراسرار آواز نے سخت اور تیز لہجے میں کہا۔

" اوکے جناب "

" ہم کسی بھی کام میں غفلت نہیں برتیں گے ۔" تمام افراد نے بیک وقت کہا۔

" مال کب پہنچ رہا ہے ۔" آواز نے پوچھا۔

" آج رات جناب " اسی فور نے جواب دیا۔

" مال ذرا احتیاط سے رسیو کیا جائے ۔ ورنہ کسی قسم کا بھی خطرہ پیش آسکتا ہے ۔"

" آپ فکر نہ کریں باس ! کام احتیاط سے ہوگا ۔" جواب ملا۔

" ٹھیک ہے ، اب آپ لوگ جا سکتے ہیں ۔" آواز نے کہا۔ اور تمام آدمی اُٹھ کر کمرے سے نکلتے چلے گئے ۔ ان کے جانے کے بعد ایک لمبا تڑنگا مضبوط جسم کا نقاب پوش کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے کمرے میں موجود ایک الماری میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر فریکوئنسی کا ڈائیل گھمانے لگا ۔ فریکوئنسی سیٹ ہوتے ہی اس نے ایک بٹن دبا دیا ۔ فوراً ہی ٹرانسمیٹر میں سے بے معنی آوازیں نکلنی شروع ہوگئیں۔ نقاب پوش نے ٹرانسمیٹر منہ سے قریب کر لیا

"ہیلو! چیف ایگل سپیکنگ اوور" باس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"یس سر!

آئی ایم ہیڈ ایگل سپیکنگ، اوور" دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مفرور کے بارے میں کچھ پتہ چلا یا نہیں۔ اوور" نقاب پوش نے پوچھا۔

"نہیں جناب! وہ تاحال غائب ہے۔ میرے آدمی سرگرمی سے اُسے تلاش کر رہے ہیں۔ اوور"

"اُسے ہر ممکن طریقے سے پکڑو، ورنہ وہ تنظیم کے بارے میں اہم راز اگل دے گا۔ اوور" باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے سر! اوور"

"اوور اینڈ آل"

نقاب پوش نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ فریکوئنسی سیٹ کی۔ اور رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"چیف آف ایگل سپیکنگ فرام پاکیشیا۔ اوور"

"یس" دوسری طرف سے تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"مال آنے کی اطلاع کیوں نہیں دی گئی۔ اوور" نقاب پوش

چیف نے قدرے ناگواری سے کہا۔

"حالات موافق نہیں تھے۔ اگر پیشگی اطلاع کر دی جاتی تو تم لوگ خطرے میں پڑ جاتے، اسی لیے بغیر اطلاع کے مال بھیجا جا رہا تھا۔ اوور" دوسری طرف سے وضاحت کی گئی۔

"او کے۔ مجھے بےحد تشویش ہو رہی تھی۔ اوور" نقاب پوش بولا۔

"بہرحال اب فکر کی کوئی بات نہیں! تم آپریشن کس دن کرو گے اوور"

"پاکیشیائی صدر اور وزیراعظم ملک کی تمام بڑی شخصیتوں کے ہمراہ نیشنل میٹنگ ہال میں ایک بڑی کانفرنس کرنے والے ہیں۔ کانفرنس کو خفیہ رکھا گیا ہے۔ اور اس میں تمام اعلیٰ فوجی افسران شریک ہوں گے۔ بس میٹنگ کے دن کا انتظار ہے۔ اسی دن آپریشن کیا جائے گا۔ اوور" نقاب پوش نے تفصیل سے بتایا۔

"گڈ! اچھا کلیو ہے۔ ہماری فوجیں تیار کھڑی ہیں۔ آپریشن کی کامیابی کا سنتے ہی اٹیک کر دیا جائے گا۔ اوور" دوسری طرف سے خوشگوار لہجے میں کہا گیا۔

"ہم جان پر کھیل کر آپریشن مکمل کریں گے۔ سرمایہ دار طبقہ بڑی تعداد میں سرمایہ فراہم کرنے پر آمادہ ہے اوور"

" ویرو ڈر رہا ہوگا۔

میٹرو پول ہوٹل نے چند لمحوں تک کچھ سوچا۔ اور پھر سر جھٹک کر واپس مڑا۔

" اوکے! ـــ سے زبردست چڑچڑاہٹ کی آواز سنائی دی

یس ریسو کر لوں گا۔ اوور" نقاب پوش مڑ کر انتہائی تیزی

" اوور اینڈ آل" دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

فائر ہوتے ہی عمران فوراً نیچے گرا۔ گولی اس کے اوپر سے گزرتی ہوئی۔ پیچھے کھڑے سلیمان کے بازو میں پیوست ہو گئی۔ اور بے اختیار اُس کے منہ سے چیخ نکلتی چلی گئی۔

عمران نے فوراً کروٹ بدلی اور دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور دروازے کی اوٹ سے باہر سڑک کی طرف دیکھا۔ ایک سیاہ رنگ کی کار تیزی سے ایک طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر ریوالور جیب میں رکھا اور دروازہ بند کر کے تیزی سے سلیمان کی طرف بڑھا۔

سلیمان درد کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور اس کا بایاں بازو خون سے بھیگتا چلا جا رہا تھا۔

چیف نے قدرے ناگواری سے کہا۔

"حالات موافق نہیں تھے۔ اگر پیشگی اطلاع کر دی جاتی تو دے رحم کی خطرے میں پڑ جاتے، اسی لیے بغیر اطلاع دی گزری تھی۔ اس لیے اور دوسری طرف سے ...."

عمران نے سلیمان کے بازو پر پٹی باندھ دی۔ اور پھر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا

اس نے رانا ہاؤس کے نمبر ڈائیل کر کے جوزف کو فلیٹ میں پہنچنے کے لیے کہا اور پھر فلیٹ سے نکل آیا۔

چند لمحوں بعد وہ اپنی کار میں بیٹھا اڑا جا رہا تھا۔ اس کا رُخ اسی کوٹھی کی طرف تھا جس میں بقول جانی تنظیم کا باس موجود تھا۔

عمران نے اس کوٹھی سے کافی فاصلے پر کار روک دی۔ یہ کوٹھی دیگر کوٹھیوں سے کافی فاصلے پر تھی۔ عمران پیدل ہی کوٹھی کی طرف روانہ ہوا۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر وہ رُک گیا۔ ایک ہی نظر میں اس نے گیٹ کے متعلق اندازہ لگا لیا۔ کہ یہ اس سے کھلنے کا نہیں۔ اس نے چار دیواری پر نگاہ دوڑائی۔ لیکن اس بار بھی اُسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔

دیوار کے اوپر تاریں لگیں ہوئی تھیں۔ عمران جانتا تھا کہ یہ تاریں بے مقصد ہی نہیں لگائی گئیں ہونگی۔ یقیناً ان میں

ٹ دوڑ رہا ہوگا۔

عمران نے چند لمحوں تک کچھ سوچا۔ اور پھر سر جھٹک کر واپس مڑا۔
عین اُسی لمحے عقب سے زبردست چرچراہٹ کی آواز سنائی دی
چونک اٹھا اور مڑا۔ نیلے رنگ کی ایک کار موڑ مڑ کر انتہائی تیزی
اس کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

اُسی لمحے عمران پھرتی سے اپنی کار کی طرف دوڑا۔ نیلی کار
انتہائی تیزی سے اُس کی طرف بڑھی۔ جیسے ہی کار قریب پہنچی،
عمران نے دائیں طرف چھلانگ لگا دی۔ کار اپنی جھونک میں آگے
نکلتی چلی گئی۔ عمران تیزی سے اپنی کار تک پہنچا۔ وہ کار موڑ مڑ کر نظروں
سے اوجھل ہو گئی۔ اور پھر عمران اپنی کار ریورس کر کے واپس چل دیا۔
مین روڈ پر پہنچتے ہی اس نے نیلی کار کو اپنے تعاقب میں دیکھا۔
عمران نے ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔

مصروف سڑک پر عمران کی کار انتہائی تیزی سے دوڑتی چلی گئی۔
چند ہی لمحوں میں دونوں کاروں کے درمیان فاصلہ بڑھتا چلا گیا۔
عمران نے کار ایک ذیلی سڑک پر موڑ دی۔ اور پھر مختلف موڑ
مڑنے کے بعد کار کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا۔ تب عمران
دوبارہ اُسی مین روڈ پر آ گیا۔ اور کار کا رُخ جولیا کے فلیٹ
کی طرف موڑ دیا۔ لیکن اچانک دائیں طرف کی ایک سڑک سے

وہی نیلی کار طوفان کی طرح آئی ۔ اور پھر پوری قوت سے اس کی کار سے ٹکرائی ۔

عمران کے جسم کو زبردست جھٹکا لگا ۔ اور اس کی کار دُور تک گھسٹتی ہوئی چلی گئی ۔

عمران نے اپنے جسم کو سیدھا کرنے کی کوشش کی ۔ لیکن درد کی ناقابلِ برداشت لہریں اس کے جسم میں پھیلتی چلی گئیں ۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں ۔ گہری پراسرار دُھند اس کے حواسوں پر بُری طرح چھاتی جا رہی تھی ۔

نجانے کتنی دیر گزر گئی ۔ عمران نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں ۔ اور پھر کہنیوں کے بل سیدھا ہو کر بیٹھ گیا ۔ جسم میں ہلکا ہلکا درد موجود تھا ۔ لیکن یہ درد قابلِ برداشت تھا ۔ کمرے میں پیڑو لیمپ کی روشنی بکھری ہوئی تھی ۔

اچانک عمران کی نظر سامنے اُٹھی اور وہ چونک اُٹھا ۔ سامنے ایک کرسی پر کرخت چہرے والا آدمی بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا ۔ اس کے ہاتھ میں اسٹین گن موجود تھی ۔ اس آدمی کے دائیں بائیں ایک ایک اسٹین گن بردار موجود تھا ۔

" ہمیں حیرت ہے کہ تم نے اتنی پھرتی کہاں سے حاصل کی " درمیان والے نے یوں کہا ، جیسے پھرتی مارکیٹوں سے عام دستیاب ہو ۔

"تم ہمارے حملوں سے تم بچ گئے۔ لیکن گرفت میں آنے سے نہ بچ سکے۔ میں تمہارے جیسے آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے مارنا پسند کرتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میرے آدمی تمہیں زندہ سلامت یہاں لانے پر مجبور ہوئے" کرخت چہرے والا طنزیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

عمران نے چپکے سے اپنی ونڈ واچ کا بٹن دبا دیا تھا۔

"تم لوگ آخر مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ میں نے تمہارا چوزہ چرایا ہے۔ یا انڈوں پر بیٹھی مرغی کو چھیڑ دیا ہے"۔

عمران نے احمقانہ انداز میں ہاتھ لہرا لہرا کر کہا۔

"بکواس بند کرو" کرخت چہرے والا عمران کی بکواس سے تنگ آ کر بولا۔

"سنا ہے، تم بیحد خطرناک ہو۔ اسی لیے تم یہاں لائے گئے ہو"

"خطرناک ۔ ۔ ۔" عمران نے سوچنے کے انداز میں کہا۔

"کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ مجھ سے بڑی خطر تو تمہاری اپنی ناک ہے"

"میں کہتا ہوں بکواس ۔ ۔ ۔" کرخت چہرے والے کی دھاڑ درمیان میں ہی رہ گئی۔ اُسی لمحے فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"اوہ! یہ کیا ہے" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" یہ تمہاری سانس پھنکار رہی ہے پیارے " عمران بدستور موڈ میں تھا۔

" تم سے تو میں بعد میں نپٹوں گا۔ مسخرے ۔ ۔ ۔ ۔ " کرخت چہرے والے نے طیش کے عالم میں دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" جی اچھا ننھے بندر صاحب " عمران نے اس کے پیچھے سے ہانک لگائی۔ اسٹین گن بردار جھلا کر پلٹا اور پھر اس نے عمران پر فائر کر دیا عمران نے تیزی سے دائیں طرف چھلانگ لگائی۔ اور سنبھل کر اس کی طرف بندر کی طرح دانت نکال کر ہنسنے لگا۔ اسی لمحے باہر سے چیخیں گونج اٹھیں۔

" تم لوگ اسے سنبھالو، میں دیکھتا ہوں " اسٹین گن بردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

" دیکھنا کیا بچہ ہوا ہوگا " عمران نے پھر ہانک لگائی اور اسی وقت کمرے کا دروازہ کھولا۔ پھر اسی لمحے عمران بری طرح چونک اٹھا۔

دوسرے ہی لمحے کمرہ اسٹین گن کی تڑتڑاہٹ سے گونجتا چلا گیا

کنگ عمران کے جاتے ہی سوچ میں پڑ گیا۔ وہ بذاتِ خود اس کیس میں عمران کا ساتھ دینا چاہتا تھا۔ لیکن عمران نے اس سلسلے میں کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔ جس سے کنگ بہت دِل گرفتہ سا ہوا تھا۔ اس نے فوری طور پر ایک فیصلہ کیا۔ چنانچہ وہ تیزی سے اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھا اور چند ہی لمحوں بعد وہ اُسی کوٹھی کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ جس میں وہ گذشتہ رات داخل ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس علاقے میں داخل ہو گیا۔ اس نے مطلوبہ کوٹھی سے کافی دُور ایک کارنر میں موٹر سائیکل کھڑی کی۔ اور پھر پیدل ہی کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔ اردگرد کوٹھیاں، مکانات تعمیر ہو رہے تھے۔ لیکن آج عام تعطیل ہونے کی وجہ سے سارا علاقہ

سنسان دکھائی دے رہا تھا۔

کنگ جیبوں میں ہاتھ ڈالے کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات جھلک پڑے پچھلی رات جب وہ دیوار پھاند کر کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔ تو دیواروں پر فولادی خاردار تاریں موجود نہیں تھیں۔ لیکن اب دیواروں پر موٹی تاریں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ سمجھ گیا ان تاروں میں کرنٹ بھی ضرور دوڑ رہا ہوگا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا۔ اندر داخل ہونے کے لیے کوئی تدبیر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

بالآخر اس نے رسک لینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

وہ تیزی سے گیٹ کے پاس آیا۔ گیٹ کے ایک طرف کال بیل کا بٹن موجود تھا۔ چند لمحوں کے توقف کے بعد اس نے بٹن پر دباؤ ڈال دیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ گیٹ کے درمیان سے ایک کھڑکی کھلی۔ اور ایک کرخت چہرہ کھڑکی سے نمودار ہوا۔

"کون ہو تم۔ کیا کام ہے؟" اس نے کرخت لہجے میں پوچھا

"میں اندر جانا چاہتا ہوں" کنگ نے سرسری لہجے میں کہا

"کوڈ بتاؤ" پہرے دار کا لہجہ بدستور سخت تھا۔ کنگ نے گذشتہ رات والا کوڈ کارڈ نکال کر پہریدار کی طرف بڑھا دیا

کارڈ پر ایگل پرواز حالت میں دکھایا گیا تھا۔
پہریدار نے کارڈ دیکھ کر کنگ کی طرف بڑھا دیا۔
"او کے!
ایک منٹ ٹھہرو" یہ کہہ کر پہریدار کی گردن کھڑکی سے غائب ہو گئی۔

چند لمحوں بعد گیٹ کے درمیان سرر کی آواز کے ساتھ ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ اور کنگ دروازہ کراس کر کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ سیدھا برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

احاطے میں دو کاریں موجود تھیں۔ لیکن اس وقت کوئی بھی اُن میں سوار نہیں تھا۔ برآمدے میں کل کی طرح آج بھی دو اسٹین گن بردار اِدھر سے اُدھر ٹہل رہے تھے۔ دونوں نئے تھے۔ ویسے بھی کنگ اس وقت اپنے اصل روپ میں تھا۔

جانی کا میک اپ اُس نے اتار پھینکا تھا۔ اسٹین گن برداروں کے قریب پہنچ کر جانی نے کوڈ کارڈ دکھایا۔ اور اسٹین گن برداروں نے سر ہلا کر اُسے جانے کی اجازت دے دی۔ وہ دروازہ کراس کر کے راہداری میں آیا۔ اور پھر مختلف موڑ مڑ کر کل والے کمرے کے دروازے کے سامنے رُک گیا۔ دروازہ لاک نہیں تھا۔ وہ ملحقہ کمرے کی طرف بڑھا۔ اتفاق سے دروازہ کھلا ہوا تھا۔

وہ جلدی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اور دروازہ عقب سے دوبارہ بند کر لیا۔

سپیشل روم اور اس کمرے کی ملحقہ دیوار کے اُوپر ایک چھوٹا سا روشندان موجود تھا۔ کنگ نے کمرے میں نظر دوڑائی۔ کونے پر ایک میز رکھی ہوئی تھی۔ جس پر چند فائلیں رکھی ہوئی تھیں اُس نے میز کو گھسیٹ کر روشن دان کے عین نیچے کیا۔ اور پھر میز پر چڑھ کر روشندان تک جا پہنچا۔ اُس نے روشن دان سے دوسری طرف جھانکا۔ کمرے میں دو آدمی آمنے سامنے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ ایک کے چہرے پر سیاہ رنگ کی نقاب موجود تھی۔ کنگ بغور ان کی گفتگو سننے لگا۔

"چیف ایگل نے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر طلب کیا ہے تم عجیب اطلاع دے رہے ہو۔ آدھ گھنٹہ قبل ہی تو چیف نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا۔" نقاب پوش نے اُلجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا اس اچانک طلبی کا کیا مقصد ہے۔ لیکن جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے۔ چیف تمہیں رات مال لینے کی نگرانی کا حکم دے گا۔ کیونکہ تم ایسے کام بہتر طور پر کر سکتے ہو۔" دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو بھائی!" نقاب پوش نے گردن

ہلاتے ہوئے کہا۔

" پھر ہمیں فوری طور پر چلنا چاہیئے "۔

" ہاں! لیکن پہلے میں میک اپ کرنا چاہتا ہوں۔ چیف نہیں چاہتا۔ کہ میں ای ون کی حیثیت سے منظر عام پر آؤں "۔ بھوانی نے کہا۔

" او کے!

میں انتظار کرتا ہوں۔ تم ساتھ والے کمرے میں جاؤ۔ الماری میں میک اپ کا سارا سامان موجود ہے۔ جاؤ "۔ نقاب پوش نے کہا۔

اور بھوانی سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کنگ تیزی سے میز سے نیچے اُترا میز کو گھسیٹ کر پہلی والی جگہ پر رکھا۔ اور پھر الماری کی اوٹ میں چھپ گیا۔

چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھُلا اور بھوانی اندر داخل ہوا۔ اور سیدھا الماری کی طرف بڑھا۔ اور الماری میں سے میک اپ کا سامان نکال کر میز پر رکھا۔

جو نہی اس کی پشت کنگ کی طرف ہوئی۔ کنگ تیزی سے اپنی جگہ سے نکلا اور دوسرے ہی لمحے اس نے بھوانی پر چھلانگ لگادی۔

بھوانی اپنے خیالوں میں گم تھا۔ چنانچہ مار کھا گیا۔

کنگ کا گھٹنا بھوانی کی پشت پر تھا۔ اور بے اختیار اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔

کنگ نے اس کی گردن کے گرد اپنا بازو ڈال دیا۔ اور پھر اُس

کی کنپٹی پر ٹکر ماری ۔ بھوانی بغیر آواز نکالے اس کے ہاتھوں میں جھول گیا۔

کنگ نے تیزی سے اس کو گھسیٹ کر الماری کی اوٹ میں کیا۔ اور پھرتی سے اُس کے کپڑے اتارنے لگا۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے کپڑے اتار کر بھوانی کے کپڑے پہن لیے۔ پھر الماری کے سامنے آ کر الماری کو دیوار کے قریب کر دیا۔ تاکہ دیوار اور الماری کے درمیان بھوانی نظر نہ آ سکے۔ پھر وہ میز کی طرف بڑھا اور میک اپ کا سامان اٹھا کر الماری میں رکھ دیا۔

اس کے بعد وہ اطمینان سے دروازے کی طرف بڑھا۔ سیشل روم میں نقاب پوش نے اُسے دیکھتے ہی کہا۔

"چلیں" اور کنگ نے سر ہلا دیا۔

نقاب پوش یہی سمجھ رہا تھا کہ بھوانی نے میک اپ کر رکھا ہے حالانکہ یہ کنگ کی اپنی اصلی شکل تھی۔

کنگ نقاب پوش کے ہمراہ راہداری کراس کر کے باہر آیا اسٹین گن بردار وں نے حیرت سے اُس کو دیکھا۔ لیکن کچھ کہا نہیں۔

کنگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ دونوں ایک ہی کار میں بیٹھ گئے۔ نقاب پوش نے اسٹیرنگ سیٹ سنبھالی۔ گیٹ پہرے دار نے کھول دیا۔ اور کار گیٹ سے نکل کر ایک طرف بڑھتی چلی گئی۔

"آپریشن کس دن شروع کرنے کا ارادہ ہے چیف کا" نقاب پوش نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم، ابھی چیف دیگر کاموں کی تکمیل میں لگا ہوا ہے۔ کنگ نے یہ الفاظ بھوانی کے لہجے میں سوچ سمجھ کر ادا کیئے۔

"ہماری فوجیں تو سرحد پر تیار کھڑی ہونگی" نقاب پوش بول رہا تھا

"ہاں! کنگ نے مختصر سا جواب دیا۔

فوجوں والی بات سنتے ہی وہ اندرونی طور پر چونک گیا تھا۔ لیکن وہ مزید کرید نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے کہ نقاب پوش کو شک بھی پڑ سکتا تھا۔ کافی دیر بعد کار ایک کمرشل بلڈنگ کے سامنے رک گئی۔ اردگرد جنگل پھیلا ہوا تھا۔ عمارت کی چار دیواری کا بھاری گیٹ بغیر کسی آواز کے کھل گیا۔ اور کار اندر جا کر رک گئی۔

دونوں باہر نکل کر عمارت کے اندر ایک راہداری میں چلنے لگے۔ راہداری میں ایک موڑ مڑنے کے بعد نقاب پوش ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ کنگ بھی ساتھ تھا۔

ابھی وہ میز کے اطراف بیٹھے ہی تھے۔ کہ کمرہ ایک عجیب سی سیٹی کی آواز سے گونج اٹھا۔ نقاب پوش نے چونک کر میز کی دراز میں سے ٹرانسمیٹر نکالا اور بٹن آن کر کے کان سے لگایا۔

"یس ہیڈ ایگل سپیکنگ اوور" نقاب پوش نے سخت لہجے میں کہا۔ دوسری طرف سے نجانے کیا کہا گیا۔ نقاب پوش نے چونک کر تیز لہجے میں پوچھا۔

"کیا کہہ رہے ہو، تمہارا دماغ تو صحیح ہے۔ اوور"

"ٹھیک ہے تم اسے دیکھو اینڈ آل" نقاب پوش نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے میز پر لگا ایک بٹن دبایا۔ فوراً کمرے کا دروازہ کھلا اور تین اسٹین گن بردار اندر داخل ہوئے۔

"اسے کور کر لو"

اچانک نقاب پوش نے کنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور کنگ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسے فوراً اندازہ ہو گیا کہ اس کا بھید کھل گیا ہے۔ چنانچہ اسنے پھرتی سے پیچھے کی طرف لات گھمائی۔ اس کی ضرب پیچھے کھڑے اسٹین گن بردار کے پیٹ پر پڑی۔ وہ اچھل کر پچھلی دیوار سے ٹکرایا۔

کنگ نے کھڑے کھڑے الٹی قلابازی کھائی۔ اور بقیہ دو اسٹین گن برداروں کے پیچھے جا پڑا، پھر فوراً ہی سنبھل کر اس نے اچھل کر بیک وقت دونوں ٹانگیں دونوں آدمیوں کی پشت پر دے ماریں۔ اسٹین گن بردار لڑکھڑاتے ہوئے میز سے جا ٹکراتے۔

کنگ نے فوراً نیچے سے اٹھنے والے آدمی کی اسٹین گن جھٹکے سے کھینچ لی۔ اور پھر وہ تیزی سے دروازے سے نکل کر راہداری میں دائیں طرف دوڑتا چلا گیا۔ موڑ مڑتے ہی اُسے سامنے ایک دروازہ دکھائی دیا۔ وہ اس وقت کسی کمرے کو پناہ گاہ کے طور پر حاصل کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ وہ تیزی سے اُس دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اُس نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی اچھل کر دروازے پر ٹھوکر رسید کی۔ دروازہ ایک دھماکے سے اندر کی طرف کُھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی سامنے تین آدمی نظر آئے۔

کنگ نے اندر داخل ہوتے ہی تینوں آدمیوں پر فائرنگ کر دی۔ کمرہ گولیوں کی تڑتڑ سے ایک لمحے کے لیے گونجا۔ پھر دوسرے ہی لمحے کمرے کی فضا بھیانک چیخوں سے گونج اٹھی۔ فائرنگ کرتے ہی کنگ کی نظر ایک طرف کھڑے عمران پر پڑی۔ جو احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکانے میں مصروف تھا۔

تینوں اسٹین گن بردار فرش پر خون میں لت پت پڑے ہوئے تھے۔ وہ زندگی سے عاری ہو چکے تھے۔

"بب۔۔۔۔ باس۔۔۔۔ آپ"! کنگ نے عمران کی طرف دیکھ کر حیرت زدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے مڑ کر دروازہ

اندر سے بند کر لیا۔

"ابے! تُو یہاں کیسے، تُو یہاں کیسے، تُو یہاں کیسے، تُو یہاں کیسے" عمران نے گردان لگا دی۔ اور کنگ مسکرا اُٹھا۔

"باس! آپ ان حالات میں بھی سنجیدہ نہیں ہوتے" کنگ نے کہا۔

"چھوڑو! یہ بتاؤ، عمارت میں کتنے آدمی دکھائی دیے ہیں"
عمران یکدم سنجیدہ ہو کر بولا۔ اور کنگ اس کی فوری تبدیلی سے حیران رہ گیا۔

بہر حال اُس نے عمران کو بتایا کہ وہ پوری عمارت نہیں دیکھ سکا۔ اس لیے آدمیوں کی تعداد کے متعلق لاعلم ہے۔

"میرا خیال ہے، نکلنا چاہیئے" عمران نے لاشوں میں سے ایک کی اسٹین گن اٹھالی۔ اُسی لمحے دروازے پر زور دار ضربیں پڑیں۔ جھنجھنا کر رہ گیا۔

"یار! اگر یونہی عمارت سے نکل گئے۔ تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر تم آمادہ ہو تو رسک لے لیا جائے۔ میرا مطلب ہے۔ کسی طرح مفروضی بے ہوشی طاری کر کے اِن کے عزائم اور ٹھکانے کا پتہ چل سکے۔

"اوکے"

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" کنگ نے جواب دیا۔

"تو پھر فوراً بے ہوش ہو جاؤ" عمران نے کہا اور پھر دھڑام

سے فرش پر گرا اور آنکھیں موند لیں۔

کنگ نے بھی اسٹین گن پرے پھینکی اور فرش پر لیٹ کر بے حرکت ہو گیا۔ اُسی لمحے دروازہ ایک زبردست دھماکے سے کھلا اور کئی مسلح افراد کمرے میں داخل ہوئے۔ پھر عمران وغیرہ کو فرش پر پڑے دیکھ کر ٹھٹھک کر رُک گئے۔

"اوہ! انہوں نے ہمارے آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ لیکن یہ بے ہوش کیسے ہو گئے"۔ یہ نقاب پوش کی آواز تھی۔

"جناب! ہو سکتا ہے، ہمارے آدمیوں میں سے کسی نے مرنے سے قبل انہیں بے ہوش کر دیا ہو"۔ ایک نے خیال ظاہر کیا۔

"خیر! بعد میں دیکھا جائے گا۔ انہیں اُٹھا کر بلیک روم میں پہنچا دو"۔ نقاب پوش نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔

چند آدمی عمران وغیرہ کی طرف بڑھے۔ اور انہیں اُٹھا کر راہداری کے ایک اور کمرے میں داخل ہوئے۔ اور پھر انہیں فرش پر ڈال کر دروازہ بند کرتے ہوئے چلے گئے۔

عمران اور کنگ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ عین اُسی لمحے کمرہ ایک عجیب قسم کی دُودھیا گیس سے بھرتا چلا گیا۔ گیس اتنی زود اثر تھی کہ عمران اور کنگ سنبھل ہی نہ سکے۔ اور دوسرے ہی لمحے اُن کے جسم لہراتے ہوئے فرش پر جا پڑے۔ انہیں کوئی ہوش نہ رہا۔

کافی دیر بعد جب اُن کی آنکھ کھلی، تو ماحول بالکل بدلا ہوا تھا عمران اور کنگ دو ستونوں سے بندھے ہوئے تھے۔ یہ ایک بہت بڑا ہال تھا۔ تیز روشنی ہال میں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔

اچانک سامنے کا دروازہ کھلا اور دو اسٹین گن بردار سیدھے انکی طرف بڑھتے چلے آئے۔

"تو تم لوگ آ گئے ہوش میں" ایک نے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیوں! میں نے تمہیں طلاق دینے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ کیا۔ جو ہوش میں آؤں" عمران پٹڑی سے اُتر گیا۔

"بکواس بند کرو" اسٹین گن بردار نے گن عمران کی طرف تان لی۔

"چلا گولی میاں پر، دیکھتا ہوں کیسے ہمت کرتے ہو" عمران نے کہا۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ کرائے کے آدمی بڑوں کی اجازت کے بغیر انہیں ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔ عمران کی بات سنتے ہی اسٹین گن بردار کے چہرے پر غصّے کی سُرخی دوڑتی چلی گئی۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ بلکہ اپنے ساتھی کے ہمراہ واپس مڑا اور ہال سے نکلتا چلا گیا۔

کنگ نے مسکرا کر عمران کی طرف دیکھا۔

"توبہ ہے، آپ کسی کو بھی معاف نہیں کرتے" کنگ نے

ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو تمہیں معاف کر دیا۔" عمران نے بھی مسکرا کر کہا اور رکنگ ہنس پڑا۔ فوراً ہی ان کی نظریں ہال میں داخل ہونے والے تین آدمیوں پر پڑیں، ایک تو وہی نقاب پوش تھا۔ باقی دو اس کے دو اور ساتھی تھے۔ یہ دونوں پہلے والے نہیں تھے۔

وہ تینوں ان کے سامنے رُک گئے۔ نقاب پوش نے انہیں سخت لہجے میں کہا۔

"میرے چند سوالوں کا جواب اگر تم تے صحیح دے دیا تو میں تمہیں چھوڑ سکتا ہوں۔"

"اگر تمہارے سوال جواب دینے کے قابل ہوئے تو ضرور بتاؤں گا۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے؟"

"نہیں۔" عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

"تمہارا نام عمران ہے؟"

"نہیں۔"

"عمران کون ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم"

"میرا خیال ہے وہ سیکرٹ سروس کا رکن ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر تم لوگ یہاں کس لیے آئے تھے "۔ نقاب پوش کا لہجہ سخت ہو گیا۔
"ہم تمہاری تنظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں "۔ عمران نے جواب دیا۔
"یہ ناممکن ہے اور یہ بھی سن لو، تم لوگ اس عمارت سے کسی طرح نہ نکل سکو گے۔ اس لیے سچ سچ بتا دو "۔
"یہ تمہارا چیلنج ہے مسٹر؟" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"یہی سمجھ لو، آج تک کوئی مکھی بھی یہاں سے نہیں نکل سکی "۔ نقاب پوش نے قدرے فخریہ انداز میں کہا۔
"نہیں نکلی"۔ عمران نے حیرانگی سے کہا۔
"تو گویا تم لوگ مکھیاں ہو یا ہیں "۔ عمران نے آنکھیں مٹکائیں
"بکواس نہ کرو۔ اب میں دوسرے طریقے سے سوالوں کا جواب چاہوں گا" نقاب پوش نے کہا۔
ان الفاظ کے ساتھ ہی عمران نے ستون پر، پشت کی طرف بندھے ہاتھوں کو زور دار جھٹکا دیا۔ اور دوسرے ہی لمحے اس کا جسم فضا میں اڑتا ہوا نقاب پوش کی طرف آیا۔
نقاب پوش کے قریب پہنچتے ہی عمران نے اپنے بازو اس کی گردن میں ڈال کر دور کھینچ لیا۔
نقاب پوش بری طرح عمران کی گرفت میں مچل رہا تھا۔

"خبردار! اپنے آدمیوں کو کہو، اسٹین گنیں پھینک دیں ورنہ۔۔۔
۔۔۔" عمران نے غراتے ہوئے اس کی گردن پر دباؤ بڑھا دیا۔
"ٹھٹھ ٹھہرو" نقاب پوش نے بمشکل کہا اور پھر اپنے آدمیوں کو اسٹین گنیں پھینکنے کا حکم دیا

دونوں آدمیوں نے تیزی سے اسٹین گنیں فرش پر پھینک دیں، عمران نقاب پوش کو گھسیٹتا ہوا کنگ کی طرف لایا۔ اس نے ایک ہاتھ سے کنگ کی بندشیں کھول دیں اور اسے اسٹین گنیں اٹھانے کا حکم دیا۔

کنگ نے پھرتی سے دونوں اسٹین گنیں اٹھالیں
عمران نے یکدم نقاب پوش کو دھکا دیا۔ اور تیزی سے کنگ سے اسٹین گن جھپٹ کر نقاب پوش کی طرف تان لی۔
"یہ کون سی جگہ ہے" عمران نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔
"یہ پہاڑوں کے درمیان ہے، میں پھر کہہ رہا ہوں۔ یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اسٹین گنیں پھینک دو" نقاب پوش نے کہا۔
"اس کی تم فکر نہ کرو اور بتاؤ اس جگہ کتنے آدمی موجود ہیں" عمران نے اسٹین گن لہراتے ہوئے کہا۔
"بہت بڑی تعداد ہے" نقاب پوش نے ڈراتے کے انداز

میں جواب دیا۔
عمران نے کنگ کو اشارہ کیا۔ اور پھر تیزی سے اسٹین گن کا دستہ نقاب پوش کی کنپٹی پر دے مارا۔ وہ بغیر کوئی آواز نکالے بے ہوش ہو گیا۔
کنگ عمران کا اشارہ وصول ہوتے ہی حرکت میں آیا۔ اور چند ہی لمحوں بعد دونوں آدمی بھی بے ہوش ہو گئے۔
"نکلو"۔ عمران نے کہا اور وہ دونوں دروازے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ دروازہ عبور کر کے وہ ایک راہداری میں بائیں طرف بڑھے۔ راہداری کا موڑ مڑ کر وہ جو نہی سرے پر پہنچے ٹھٹھک کر رک گئے۔
سامنے ایک بہت بڑا دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔
عمران نے چند قدم پیچھے ہٹ کر شانے سے دروازے پر ضرب لگائی۔ دروازہ لہرا کر رہ گیا۔
اُسی لمحے عقب سے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران پھر چار قدم پیچھے ہٹا اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف آیا۔ وہ پوری قوت سے دروازے سے ٹکرایا اور زوردار دھماکے کے ساتھ دروازہ باہر کی طرف گرا۔ اور وہ دونوں دروازہ پھلانگتے ہوئے۔ اونچے نیچے میدان میں دوڑتے

پہنچ گئے۔ سامنے ایک پہاڑ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ کر ایک درّے میں داخل ہو کر آگے بڑھے۔

دائیں طرف ساحل سمندر دکھائی دے رہا تھا۔ اچانک وہ ٹھٹھکے اور دوسرے ہی لمحے ان کی آنکھیں شدّت حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

صفدر اور تنویر اپنی اپنی موٹر سائیکلوں پر پُر رونق سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ ایکسٹو نے انہیں دانش منزل میں کافی دیر تک بٹھائے رکھنے کے بعد ہدایت کی تھی۔ کہ دو دو کی ٹولی میں دارالحکومت میں گشت کریں۔

کیپٹن شکیل اور نعمانی نے مختلف ہوٹلوں کی چیکنگ کا ذمہ اپنے سر لیا تھا۔

چوہان اور خاور بھی ایک طرف نکل کھڑے ہوئے تھے۔

صفدر اور تنویر جونہی ایئرپورٹ سے آنیوالی سڑک پر مڑے اُسی لمحے سامنے سے ایک سیاہ رنگ کی کار انتہائی تیزی سے اُن کے قریب سے گزری۔ یہ بھی چونکنے کی بات نہیں تھی۔ اصل میں کار کے پیچھے ایک پیڑولنگ کار انتہائی تیزی سے

سائرن بجاتی سیاہ کار کے پیچھے چلی آرہی تھی۔

صفدر اور تنویر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اور پھر چند قدم آگے جا کر انہوں نے موٹر سائیکلیں واپس موڑ لیں۔ پیٹرولنگ کار دوسری کار کے پیچھے مڑ چکی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے موڑ مڑے اور پھر ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھاتے چلے گئے۔

سیاہ کار اور پولیس کار آگے پیچھے تیزی سے سیدھی دوڑی چلی جا رہی تھیں۔ اس سڑک پر زیادہ ٹریفک نہیں تھی۔ چنانچہ کاروں کی رفتار خطرناک حد تک تیز تھی۔

صفدر اور تنویر کی موٹر سائیکلیں رفتار پکڑتی چلی گئیں۔ اور اگلی کاروں کے درمیان کا فاصلہ تیزی سے کم ہوتا چلا گیا۔ سامنے چوراہا آگیا تھا۔

صفدر نے تنویر کو سیدھا جانے کا اشارہ کیا۔ اور خود چوراہے پر دائیں جانب سڑک پر مڑ گیا۔ تنویر نے اپنی موٹر سائیکل سیدھی رکھی۔ اگلی کاریں بار بار دائیں بائیں موڑ مڑ رہی تھیں۔

اچانک فضا میں فائرنگ کی گونج سنائی دی۔ پیٹرولنگ کار میں سے سیاہ کار پر فائرنگ کی گئی تھی۔ یہ سڑک سیدھی چلی جا رہی تھی۔ اس میں سے بائیں طرف ایک اور سڑک چلی جاتی تھی۔ تنویر جانتا تھا کہ سیدھی سڑک جس مین روڈ پر جاتی تھی۔

ذیلی سڑک مین شارٹ کٹ کے طور پر اُسی مین روڈ پر جا ملتی تھی۔ تنویر نے فوری فیصلہ کیا اور موٹر سائیکل بائیں طرف والی ذیلی سڑک پر موڑ دی

ادھر صفدر تیزی سے اُسی مین روڈ کی طرف بڑھتا جا رہا تھا سامنے مین روڈ دکھائی دینے لگا۔ ارد گرد نسبتاً سنسان علاقہ دکھائی دے رہا تھا۔ جونہی صفدر مین روڈ پر پہنچ کر دائیں طرف مڑا۔ اُسے سیاہ کار اپنے آگے جاتی دکھائی دی۔ پیٹرولنگ کار کا دور دور تک کوئی نشان تک نہیں تھا۔ صفدر نے فاصلہ قدرے بڑھا دیا۔ تاکہ کار میں موجود افراد کو شک نہ ہو سکے۔

تنویر جونہی مین روڈ پر پہنچا۔ وہ ٹھٹھک گیا۔ سامنے پیٹرولنگ کار کھڑی تھی۔ اور چار پولیس مین اس کے نزدیک کھڑے ٹائروں کا جائزہ لے رہے تھے۔ تنویر نے موٹر سائیکل ان کے قریب روک دی اور اتر کر ان کی طرف بڑھا۔

"جناب کیا بات ہے؟" اس نے سرسری لہجے میں پوچھا۔

"کون ہو تم، اپنا کام کرو۔ ایک نے ناگوار سے لہجے میں جواب دیا۔ تنویر نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر سیکرٹ سروس سے متعلقہ شناختی کارڈ نکال کر پولیس افسر کی طرف بڑھا دیا۔ پولیس والوں نے چونک کر کارڈ دیکھا اور پھر ان کے چہروں پر نرمی پھیلتی چلی گئی۔

"فرمائیے جناب"۔ پولیس افسر نے نرم لہجے میں کہا۔
"تم لوگ سیاہ کار کا تعاقب کیوں کر رہے تھے"؟ تنویر نے کارڈ
اپنی جیب میں رکھتے ہوئے پوچھا۔
"ایئر پورٹ پر ایک غیر ملکی آدمی کسٹم چیکنگ کے دوران میک اپ
میں پایا گیا۔ لیکن وہ اتنا پھرتیلا نکلا کہ کسٹم کے عملے اور پولیس کا
گھیرا توڑ کر بھاگ نکلا۔ سڑک پر پہلے سے ایک سیاہ رنگ کی کار موجود
تھی۔ اس میں بیٹھ کر وہ سب فرار ہو گئے۔ تب سے ہم اُس کار کے
تعاقب میں تھے۔ ہم نے فائرنگ بھی کی۔ لیکن شاید کار بلٹ پروف
تھی۔ کوئی نقصان نہ ہوا۔ ادھر ہماری کار کے اگلے دونوں ٹائر
مجرموں کے فائرنگ سے برسٹ ہو گئے"۔ پولیس افسر نے تفصیل
سے ساری بات بتائی۔ اور تنویر ایک طویل سانس لیکر اپنی موٹر
سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد موٹر سائیکل سامنے کی
طرف دوڑتا چلا گیا۔
راستے میں کہیں بھی سیاہ کار دکھائی نہ دی۔ وہ مایوس ہو گیا
وہ شہر کی طرف بڑھ گیا۔ پیاس ستانے لگی۔ تو ایک ہوٹل کے سامنے
رُک گیا۔ موٹر سائیکل پارکنگ میں کھڑی کر کے وہ ہال میں داخل
ہو گیا۔
ہال میں لوگوں کی زیادہ تعداد نہیں تھی۔ وہ ایک میز پر بیٹھ گیا

ابھی اُسے بیٹھے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ اُس کی نظریں پہلی منزل سے آنیوالی سیڑھیوں پر جم گئیں۔ سیڑھیوں سے صفدر آہستہ آہستہ نیچے اُتر رہا تھا۔ اس کے پیچھے ایک گرانڈیل غیر ملکی جیبوں میں ہاتھ ڈالے آرہا تھا۔

تنویر کی نظروں نے فوراً سمجھ لیا کہ غیر ملکی کی جیب میں ریوالور یا کوئی اور ہتھیار موجود ہے۔ اور اُس نے صفدر کو کور کر رکھا ہے۔ غیر ملکی کے پیچھے ہی دو اور مقامی آدمی تھے۔ تنویر اپنی جگہ پر بیٹھا، ان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر جونہی وہ ہال سے باہر نکلے۔ تنویر پھرتی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور خارجی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر نکلتے ہی اس کی نظر ان آدمیوں پر پڑی وہ سب اُسی سیاہ رنگ کی کار میں سوار ہو رہے تھے۔

تنویر تیزی سے اپنی موٹر سائیکل کے قریب آیا اور اُسے اسٹارٹ کر کے سیاہ کار کی طرف بڑھا۔ وہ اس اثناء میں آگے بڑھ چکی تھی۔

تنویر نہایت ہوشیاری سے ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ کار مضافاتی سڑک پر مڑ گئی۔ اس طرف پہاڑی سلسلہ تھا۔ اور تنویر جانتا تھا کہ پہاڑوں کے پار سمندر ہے

کار پہاڑی سلسلے کے درمیان بنی کچی سڑک پر بڑھتی جا

رہی تھی۔ کار کے چلنے کی وجہ سے دھول اُڑ رہی تھی۔ اور اِس کی وجہ سے کار والے تنویر کو چیک نہیں کر سکتے تھے۔ جدھر جدھر دھول اُڑ رہی تھی، تنویر اُدھر ہی مڑ جاتا تھا۔ یوں کار نظروں سے اوجھل ہونے کا اندیشہ پیدا نہیں ہو رہا تھا۔

بالآخر کار ایک غار میں داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

تنویر نے گھنی جھاڑیوں میں چھپا دی۔ اور چھپتا چھپاتا غار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ قریب پہنچ کر اس نے غار میں جھانکا۔ قدرتی روشنی میں غار خالی دکھائی دے رہا تھا۔ وہ پھرتی سے اندر داخل ہو گیا۔ اور اُسی لمحے غار کے دہانے پر گڑگڑاہٹ ہوئی۔ تنویر نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ دہانہ نجانے کیسے بند ہو گیا تھا۔

تنویر نے اپنے اوسان بحال رکھے اور سامنے دکھائی دینے والی چوڑی راہداری میں تیزی سے چلنے لگا۔

جونہی وہ راہداری عبور کر کے باہر نکلا۔ وہ بُری طرح اُچھل پڑا ایک عجیب منظر اس کے سامنے تھا۔

سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھے گرانڈیل غیر ملکی نے ایک پیٹرولنگ کار کو تعاقب میں دیکھا تو فوراً اپنے ساتھیوں سے تیز لہجے میں کہا۔

"رفتار بڑھا دو۔ پیٹرولنگ کار ہماری طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے۔"

"او کے۔"

ڈرائیور نے کہا اور پھر ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔ کار تیزی سے دوڑتی چلی گئی۔ اُدھر پولیس کار تیز رفتاری سے بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ اچانک پیٹرولنگ کار میں سے فائرنگ ہوئی۔

"اوہ فائرنگ۔" غیر ملکی نے چونک کر کہا اور پھر جھپٹ کر قریب پڑی اسٹین گن اُٹھا لی۔ اس نے گھوم کر دیکھا۔ پولیس

کار زد پر تھی ۔ وہ دائیں طرف کی کھڑکی کی طرف گھوما ۔ اور پھر منہ پیڑ وہ کار کی طرف کر کے کھڑکی میں سے اسٹین گن نکال کر رُخ پولیس کار کی طرف کر لیا ۔

جونہی پولیس کار زد پر آئی ۔ اُس نے اگلے دونوں ٹائروں پر فائرنگ کر دی ، فضا گولیوں کی تڑ تڑ سے گونجی ، اور دوسرے ہی لمحے پیٹرولنگ کار کے اگلے دونوں ٹائر ایک دھماکے سے پھٹ گئے ۔ پیٹرولنگ کار چند لمحوں کے لیے لہرائی اور پھر یکدم رُک گئی غیر ملکی نے اسٹین گن دوبارہ اندر کر لی ۔

اچانک ڈرائیور کی آواز نے اُسے چونکا دیا ۔

” جارج ! ایک موٹر سائیکل بہت دیر سے ہمارے پیچھے آ رہی ہے “ جارج نے چونک کر پیچھے دیکھا اور ایک طویل سانس لیکر رہ گیا ۔ اس نے اسٹین گن دوبارہ اٹھالی ۔ میگزین دیکھا تو خالی تھا ۔

” سیدھے میٹروپول کی طرف بڑھتے جاؤ ۔ وہیں اسے بھی دیکھ لیں گے “ جارج نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا ۔

چند لمحوں بعد کار میٹروپول ہوٹل کی پارکنگ میں رُک گئی ۔ وہ دونوں تیزی سے باہر نکلے اور ہال کے دروازے کی طرف بڑھے موٹر سائیکل سوار بھی اپنی موٹر سائیکل کھڑی کر کے ان کے پیچھے آ رہا تھا ۔ وہ ہال میں داخل ہو کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے

"جارج کمرہ نمبر؟"

جارج نے نام بتا کر کاؤنٹر مین سے دریافت کیا۔ کاؤنٹر مین نے کمرے کا نمبر بتا کر اسے چابی تھما دی۔ وہ دونوں سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ موٹر سائیکل سوار ایک میز پر بیٹھ گیا تھا۔ اور جارج سمجھ گیا تھا۔ کہ ان کی واپسی پر وہ دوبارہ پیچھے لگ جائے گا۔ وہ سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے راہداری کے ایک دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ جارج نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اور دونوں اندر داخل ہو گئے۔

"شاید میرے میک اپ میں کوئی خامی رہ گئی تھی" جارج نے صوفے پر گرتے ہوئے کہا۔

"قسمت ہی تھی جو بچ کر نکل آئے" جارج کے ساتھی نے کہا۔

"میں ایگل کو مطلع کر دوں" جارج نے کہا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے فریکوئنسی سیٹ کی اور رابطہ قائم ہوتے ہی بولا۔

"ہیلو! جارج سپیکنگ فرام دس اینڈ اوور" جارج نے اپنا نام بتایا۔

"ایگل سپیکنگ، تم آگئے ہو اوور" دوسری طرف سے ایگل کی بھاری آواز سنائی دی۔

" ہاں! میٹرو پول پہنچ چکا ہوں ۔ یار! گھپلا ہو گیا تھا اوور"

" کیسا گھپلا اوور " ایگل کی چونکتی آواز سنائی دی ۔ اور جارج نے سارا واقعہ بیان کر دیا ۔

" چلو بچ تو گئے ، میرا آدمی تمہاری طرف روانہ ہو چکا ہے وہ تمہیں کس کمرے میں ریسیو کرے ۔ اوور " ایگل نے پوچھا جارج نے کمرے کا نمبر بتا دیا ۔

" او کے " اوور اینڈ آل "

اس کے ساتھ ہی جارج نے رابطہ منقطع کر دیا ۔ اور ٹرانسمیٹر جیب میں رکھ لیا ۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا ۔ جارج نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا ۔ اور حیران رہ گیا ۔ ایک آدمی اُسی موٹر سائیکل سوار کو کور کیے اندر داخل ہو رہا تھا ۔

" جارج یہ آدمی دروازے سے کان لگائے گھڑا تھا " کور کرنیوالے نے جارج کو بتایا اور جارج ایک طویل سانس لیکر رہ گیا ۔ جارج کے ساتھی نے اُٹھ کر دروازہ بند کر دیا ۔

" کون ہو تم ؟ " جارج نے سخت لہجے میں پوچھا ۔

گرفتار ہونیوالا صفدر ہی تھا ۔ اس نے جارج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا ۔

"میں جو بھی ہوں، تمہارے سامنے ہوں"

"جارج! ہمیں فوری طور پر یہاں سے چل دینا چاہیئے"۔ نووارد نے جارج سے کہا اور جارج نے سر ہلا دیا۔

"مسٹر! چپ چاپ آگے چلو، میری جیب میں ریوالور موجود ہے۔ کسی بھی غلط حرکت کی صورت میں یہ چل جائے گا"۔ جارج نے اُسے ریوالور دکھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔ وہ تینوں دروازے کی طرف بڑھے اور دروازے سے نکل کر راہداری میں چلنے لگے۔ سیڑھیاں طے کر کے وہ باہر نکلے اور کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔

کافی دیر بعد وہ ایک مضافاتی پہاڑی علاقے میں داخل ہوئے۔ مختلف موڑ مڑ کر کار ایک پہاڑی غار میں داخل ہو گئی۔ غار میں ہلکی ہلکی تاریکی تھی۔ کار سیدھی بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر رُک گئی۔ سامنے ایک بند دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور کار دروازے سے گزر کر ایک بڑے سے میدان میں پہنچ کر رُک گئی۔

صفدر کو باہر نکال لیا گیا۔ اور پھر وہ سب ایک اور غار کی طرف بڑھ گئے۔ غار میں سے وہ ایک راہداری میں نکل آئے۔ اور بالآخر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رُک گئے۔

جارنج کے ساتھی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ اور صفدر کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔

صفدر خاموشی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ دروازہ جارنج نے باہر سے بند کر دیا اور پھر اکیلا ہی راہداری کا موڑ مڑ کر ایک اور کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں پہلے سے ایک آدمی موجود تھا۔

"آؤ جارنج!" اُس آدمی نے اُٹھ کر ہاتھ ملایا۔

"ایگل اور دوسرے لوگ کہاں ہیں؟" جارنج نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "وہ مال ریسو کرنے گئے ہیں"

"اوہ! کب؟" جارنج نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک منٹ بھی نہیں ہوا"

"ٹھیک ہے میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔

روم نمبر فائیو کے قیدی کا خیال رکھنا" جارنج تیزی سے کہتا ہوا اُٹھا۔ اور اُس آدمی کے سر ہلانے پر فوراً کمرے سے نکل گیا۔ وہ راہداری عبور کر کے پہاڑوں کے درمیان ایک درے میں سے ساحل سمندر کی طرف بڑھنے لگا۔

عین اُسی لمحے فضا میں ہولناک دھماکوں کی آواز گونج اُٹھی جارنج پھرتی سے آوازوں کی سمت دوڑتا چلا گیا۔

عمران اور کنگ نے جلد ہی اپنی اضطراری کیفیت پر قابو پالیا۔ اس وقت وہ ایک بڑی پہاڑی چٹان کے عقب میں تھے۔ ان کے سامنے سمندر تھا۔ اور سمندر میں ایک بہت بڑا جہاز کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔

کنارے پر دو لانچیں موجود تھیں۔ اور ان لانچوں میں سے بہت سے آدمی بڑی بڑی پیٹیاں اُتار رہے تھے۔ یہی منظر دیکھ کر عمران وغیرہ چونک اُٹھے تھے۔ انہیں صاف پتہ چل رہا تھا کہ ان پیٹیوں میں اسلحے کی مقدار ہے۔

"میرا خیال ہے، جانی نے آتشیں اسلحے کی اسمگلنگ کے متعلق صحیح بتایا تھا" کنگ نے آہستگی سے کہا

"ہاں! اور ہمارا کام اب اس جگہ کا پتہ چلانا ہے۔ جہاں یہ اسلحہ اسٹور کیا جا رہا ہے،" عمران نے جواب میں کہا۔

چند لمحوں بعد سمندر میں کھڑا بحری جہاز واپس چل پڑا۔ تمام پٹیاں ساحل پر اتاری جا چکی تھیں۔ اور ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ عمران وغیرہ کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

چند لمحے مزید گزرنے پر کسی طرف سے دو ٹرالر نمودار ہوئے۔ تمام پٹیاں ان پر لادی جانے لگیں۔ تمام پٹیاں ٹرالروں پر لادی گئیں اور ٹرالر آہستگی سے ریورس ہو کر ایک سمت چل پڑے

عمران اور کنگ جھاڑیوں کی اوٹ میں ٹرالروں کے کچھ فاصلے پر چل رہے تھے۔ تھوڑی دور جا کر دونوں ٹرالر ایک پہاڑ کے سامنے رک گئے۔

چند لمحوں بعد ہلکی سی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ اور پہاڑ کے درمیان ایک خلا نمودار ہو گیا۔ دونوں ٹرالر اس خلا میں سے گزر گئے۔ فوراً ہی عمران اور کنگ بھی پھرتی سے خلا کی طرف دوڑے۔ اور پھر تیزی سے خلا میں داخل ہو گئے۔ اندر ہلکی ہلکی روشنی بکھری ہوئی تھی۔ دونوں ٹرالر سیدھے بڑھتے جا رہے تھے۔

عمران اور کنگ بھی پیچھے چل پڑے۔ اتنی چوڑی راہداری میں اس وقت کوئی بھی آدمی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

دونوں ٹرالر ایک بڑے سے ہال میں پہنچ کر رک گئے۔

عمران اور کنگ دروازے کی اوٹ سے ہال کا اندرونی منظر دیکھ رہے تھے۔ ہال میں دیواروں کے ساتھ ساتھ پہلے سے کئی پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ تمام آدمی اسلحے کی پیٹیاں ٹرالروں سے اتار کر دیگر پیٹیوں کے ساتھ رکھنے لگے۔

عمران اتنا زیادہ اسلحہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ اس اسلحے سے تو حکومت کے خلاف اچھی بھلی بغاوت کی جاسکتی تھی۔ عمران کو یکدم ایک بہت بڑے خطرے کا شدت سے احساس ہونے لگا۔ ٹرالروں سے تمام پیٹیاں اتار دی گئیں۔ عمران نے کنگ کی طرف دیکھ کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

" کنگ یہ اسلحہ دیکھ رہے ہو؟"

" جی ہاں! اتنی کثیر تعداد سے تو یہاں انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے"۔ کنگ نے جواب دیا۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس اسلحے کو یہاں دکھائی نہیں دینا چاہیئے"۔ عمران نے سرسری انداز میں کہا اور کنگ بے اختیار چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

عمران نے اپنی اسٹین گن کا رخ ہال میں رکھی پیٹیوں کی طرف کر دیا۔ کنگ نے بھی اس کی تقلید کی۔

"پہلا برسٹ فائر کرتے ہی یہاں سے نکل بھاگنا ہے۔ او کے"

عمران نے ہدایت کی۔

"او کے باس!" کنگ نے جواب دیا۔ اور پھر انہوں نے اسٹین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ہال تڑ تڑ کی لمحاتی آوازوں سے گونجا اور دوسرے ہی لمحے ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔ سامنے رکھی پیٹیوں پر بیسیوں گولیاں ٹکرائی تھیں۔ اور پیٹیوں میں موجود اسلحہ پھٹ پڑا تھا۔ اسلحے کے پھٹنے سے اردگرد پیٹیاں بھی لپیٹ میں آگئیں اور دھماکے تیز سے تیز تر ہوتے چلے گئے۔

عمران اور کنگ پہلا برسٹ فائر کرتے ہی انتہائی تیزی سے واپس بھاگتے چلے گئے۔ انہیں دھماکوں کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں کی دلخراش آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ وہ پھرتی سے پہاڑی دہانے سے باہر نکلے

اُسی لمحے ایک غیر ملکی نے اپنی اسٹین گن ان پر تان لی۔ فوراً ہی ایک فائر ہوا۔ اور غیر ملکی سینے پر ہاتھ رکھ کر سیدہ انداز میں چیختا ہوا زمین پر گرا۔

عمران نے فوراً اس سمت دیکھا جدھر سے فائر ہوا تھا۔ اور پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔ تنویر ہاتھ میں ریوالور لیے ان کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ دھماکوں کی شدت میں

لمحہ بہ لمحہ تیزی آتی جا رہی تھی۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو رہا تھا۔

"اوہ! مسٹر خمیر، آپ یہاں؟" عمران نے تنویر کا نام بگاڑتے ہوئے کہا۔

تنویر کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات اُمڈ آئے۔

"یہ بات۔ اب خمیر چڑھا ہے۔" عمران نے تنویر کو منہ بگاڑتے دیکھ کر کہا۔

تنویر کو غصہ آگیا۔ "مسخری مت کرو، ورنہ منہ کی کھاؤ گے۔"

"اچھا تمہارے منہ کی، تمہارا منہ کس چیز کا کارخانہ ہے"، عمران نے جواب دیا۔ اور تنویر ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔ باتوں کے دوران وہ تیزی سے پہاڑی پر چڑھتے چلے جا رہے تھے۔

تنویر نے چند لمحوں بعد بتایا کہ صفدر بھی اسی طرف آیا تھا۔

"وہ اپنی حفاظت کرنا اچھی طرح جانتا ہے۔ فی الحال میں یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

تنویر انہیں اُسی راہ میں سے واپس لے آیا۔ جس میں سے وہ سیاہ کار کے پیچھے اندر داخل ہوا تھا۔ وہ سب تنویر کی موٹر سائیکل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اب مسئلہ تھا، وہاں سے روانگی کا۔ جبکہ موٹر سائیکل ایک تھی۔

"تنویر میاں! تم ٹینکی پر اور میں درمیان میں بیٹھ جاتا ہوں

کنگ میرے پیچھے بیٹھ جائے گا۔ کیا خیال ہے" عمران نے بڑے بوڑھوں کی طرح تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ تنویر جھلا سا گیا۔

"میں نہیں بیٹھوں گا پیچھے" اس نے انکار کر دیا۔

"یار! مجبوری ہے" عمران نے بھیک مانگنے کے انداز میں کہا۔

اور تنویر بھی موقع کی مناسبت سے خاموش ہو گیا۔

عمران نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی۔ تنویر بیچ میں ٹینکی پر بیٹھ گیا۔ اور کنگ پیچھے۔ عمران نے موٹر سائیکل آگے بڑھا دی اور رفتار تیز کر دی۔

"پیارے! بہت بھلے لگ رہے ہو" عمران خاموش نہ رہ سکا۔ اور کنگ بے اختیار ہنسنے لگا۔ اُدھر تنویر بپھر گیا۔

"میں کہتا ہوں، اتار دو مجھے"

"تو کیا پیدل ہی جاؤ گے" عمران نے موٹر سائیکل کی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا، اتار دو مجھے" تنویر نے غصے کی حالت میں کہا

"چپ! آگے جا کر ٹافی لے دوں گا" عمران نے پچکارا۔ تنویر اپنے جسم کو عمران کے بازوؤں کی گرفت میں اُدھر اُدھر لہرانے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔ چلو اب کچھ نہیں کہوں گا" عمران نے مصنوعی

گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اُس نے موٹر سائیکل کچی سڑک سے اتار کر اونچے نیچے میدان پر دوڑانی شروع کر دی۔ اُدھر تنویر کا حال بُرا ہوتا گیا۔ اونچی نیچی زمین کی وجہ سے موٹر سائیکل بار بار اُچھل رہا تھا۔ اور تنویر کی پیٹھ زور زور سے ٹینکی سے ٹکرا رہی تھی۔

"یار! آرام سے بیٹھو، اچھل کیوں رہے ہو۔ عمران نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کہتا ہوں روکو موٹر سائیکل۔ خبیث آدمی"۔ تنویر انتہائی غصّے کے عالم میں کہا

عمران کو بھی اس پر ترس آ ہی گیا۔ اور اُس نے موٹر سائیکل روک دی۔ تنویر یوں نیچے اترا۔ جیسے غلطی سے شیر کی پیٹھ پر سوار ہو گیا ہو۔ نیچے اترتے ہی وہ پیٹھ سہلانے لگا۔

عمران اور کنگ بے اختیار ہنس پڑے۔

تنویر نے غصّے سے ان کی طرف دیکھا۔ اور پھر خاموشی سے موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا۔ اسٹارٹ کی اور یہ جاوہ جا۔

"توبہ ہے، آپ نے تو اُس کا حال خراب کر دیا"۔ کنگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کچھ عرصہ مزید میرے ساتھ رہا تو عاقبت بھی خراب کروا لے گا"۔

عمران نے جواب دیا۔ اور کنگ کا قہقہہ نکل گیا۔ وہ پیدل ہی چل پڑے
شہر قریب ہی آچکا تھا۔ چنانچہ مین روڈ پر پہنچتے ہی انہوں نے
ٹیکسی کی اور پھر اپنے اپنے ٹھکانے پر اُتر گئے۔ عمران دانش
منزل کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو نے حیرانی سے اُس کا حلیہ دیکھا۔

"تم تو یوں دیکھ رہے ہو۔ جیسے میں اکھاڑے سے بھاگ کر آیا
ہوں۔" عمران نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا

بلیک زیرو مسکرا اُٹھا۔

"لگتا تو کچھ ایسا ہی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار! کافی تو پلواؤ۔" عمران نے صوفے پر دراز ہوتے ہوئے کہا

بلیک زیرو مسکراتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دو کافی پاٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور
ایک پاٹ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اور خود سامنے بیٹھ گیا۔

"آپ کی طرف سے کال نہ ملنے کی وجہ سے میں نے ممبران کو
پھیلا دیا تھا۔" بلیک زیرو نے بتایا۔

"فائل روم میں سے سبز رنگ کی فائل نکال لاؤ۔ نمبر سکس
عمران نے کہا اور بلیک زیرو فائل روم کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں میں وہ مطلوبہ فائل لے آیا۔

عمران نے فائل کھولی اور اُس کے مطالعے میں مصروف ہوگیا۔ بلیک زیرو خاموشی سے کافی سپ کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک طویل سانس لیکر فائل بند کی اور ایک طرف رکھ دی۔

"یہ کس کی فائل تھی؟" بلیک زیرو نے عمران کو گہری سوچ میں ڈوبے دیکھ کر کہا۔

"ایگل کی" عمران نے مختصر سا جواب دیا اور بلیک زیرو چونک اُٹھا۔

"اوہ! لیکن اس تنظیم کو یہاں سے کیا حاصل ہو سکتا ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"میں خود حیران ہوں۔ یہ تو صرف بھاری معاوضے پر کسی بھی ملک کے خلاف انقلاب لے آتی ہے۔ اب اگر دیکھا جائے تو اس کو یہاں انقلاب لانے کی کیا ضرورت ہے" عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ اس مرتبہ ہماری ہی کالی بھیڑیں اس کے ذریعے انقلاب لے آنا چاہتی ہیں" بلیک زیرو نے نہایت پتے کی بات کہی۔ اور عمران تعریفی انداز میں سر ہلانے لگا۔

"یہی لگتا ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ انقلاب لانے کے لیے وہ کیا طریقہ اختیار کرے گی"

"جی ہاں! جب تک یہ معلوم نہیں ہو جاتا۔ ہماری گرفت کمزور رہے گی" بلیک زیرو نے کہا۔

"اسلحہ تو ہم لوگ تباہ کر آئے ہیں۔ اس نقصان سے ایگل کا مشن التوا میں پڑ جائے گا۔ دوسرے ان کے اصل ٹھکانے کا جب تک علم نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک ہم کوئی ایکشن نہیں لے سکتے" عمران نے کہا۔

"واقعی! اب کیا کریں" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"صبح سوچیں گے۔ اب تو رات گہری ہو چلی ہے" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر باہر نکل آیا۔ اُس نے ٹیکسی کی اور اپنے فلیٹ پہنچ گیا۔ جوزف بھی موجود تھا۔ سلیمان کی حالت پہلے سے بہتر تھی۔ اور وہ معمول کے مطابق چل پھر رہا تھا۔

عمران بے حد تھکا ہوا تھا۔ چنانچہ فوراً ہی نیند نے آ لیا۔

دوسری صبح وہ منہ دھو کر تازہ دم ہو گیا۔ اور ناشتہ کر کے دانش منزل پہنچ گیا۔

بلیک زیرو نے اُسے دیکھتے ہی کہا۔

"عمران صاحب! صفدر کی طرف سے ایک اہم کال آئی ہے"

عمران صفدر کا نام سن کر چونک اُٹھا۔

"اوہ! کیسی اطلاع، صفدر خیریت تو ہے نا" عمران نے تیزی سے پوچھا

"میں نے ٹیپ کر لی تھی۔ سنواتا ہوں" بلیک زیرو نے کہا

اور پھر میز پر پڑے ٹیپ ریکارڈ کو آن کر دیا۔ فوراً ہی کمرہ صفدر کی آواز سے گونجنے لگا۔

"جناب! میں جن لوگوں کی قید میں تھا، وہ لوگ کل صبح ایک اہم میٹنگ کر رہے ہیں۔ ان کا سربراہ ایگل نامی کوئی شخص ہے۔ میٹنگ کی نوعیت کے متعلق مجھے کچھ علم نہ ہو سکا" صفدر کی آواز لمحہ بھر کے لیے خاموشی میں تبدیل ہو گئی۔ فوراً ہی بلیک زیرو کی بطور ایکسٹو آواز گونجی۔

"تم بتا سکتے ہو کہ تمہیں کہاں قید کیا گیا ہے۔ یا جس جگہ اب تم ہو۔ اوور"

"جی نہیں! میں کل صبح آپ کو دوبارہ کال کروں گا۔ اور معلومات کر کے اس جگہ کے متعلق بتاؤں گا۔ اوور" صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ تمہیں کوئی خطرہ تو نہیں اوور" بلیک زیرو نے پوچھا تھا۔

"جی نہیں، میری فکر مت کریں۔ میں بالکل محفوظ ہوں۔ اوور" صفدر کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل" بلیک زیرو کی آواز گونجی اور خاموشی چھا گئی۔ بلیک زیرو نے ٹیپ ریکارڈ آف کر دیا۔

"یہ کال کب آئی تھی" عمران نے پوچھا۔

"تقریباً آدھی رات کے بعد میں نے فلیٹ آپ کو اس لیے فون نہیں کیا کہ آپ سو رہے ہوں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اب صفدر کی دوسری کال کا انتظار کرنا پڑے گا"۔ بلیک زیرو نے مزید کہا

عین اسی لمحے کمرہ ہلکے سے سائرن سے گونج اٹھا۔ بلیک زیرو نے چونک کر میز پر لگے بے شمار بٹنوں میں سے ایک مخصوص بٹن دبایا۔ فوراً ہی کمرے میں کاک کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے ہی لمحے صفدر کی آواز گونجی۔

"صفدر سپیکنگ سر اوور"۔ صفدر سپیکنگ اوور"۔ صفدر قدرے تیز لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"یس ایکسٹو سپیکنگ، رپورٹ صفدر"۔ عمران نے پھرتی سے ایک اور بٹن دباتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اس جگہ کے متعلق بتانے لگا۔

"او کے! میٹنگ کب شروع ہو رہی ہے اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"سر! اب سے ایک گھنٹہ بعد، اوور"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"تم ٹھیک ہو اوور"۔ عمران نے ایکس ٹو کے لہجے میں پوچھا۔

"یس سر! آپ عمران صاحب کو بھیجیں گے یا خود۔۔۔ اوور"

"عمران ہی آئے گا۔ ہو سکے تو اس کی راہنمائی کرنا اوور"۔

عمران نے کہا

" او کے سر! میں انہیں رسیو کر لوں گا اوور "

" او کے ، اوور اینڈ آل " عمران نے کہا اور دونوں بٹن آف کر دیئے۔

" بلیک زیرو! فوری طور پر کیپٹن تنکیل کو کال کرو۔ اور بینک اسکوائر پر پہنچنے کی ہدایت کرو۔ میں اُسے وہاں سے رسیو کر لوں گا۔" عمران نے بلیک زیرو کو ہدایت کی۔ اور پھر تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اُس نے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیا۔ چھوٹی سی اسٹین گن اور ایک ریوالور لباس میں چھپایا۔ اور پھر بلیک زیرو کے پاس آیا۔

" کیپٹن تنکیل روانہ ہو چکا ہو گا " بلیک زیرو نے مطلع کیا۔

" یار! ایک ڈکٹا فون تو لاؤ۔ یہاں بیٹھے تمہیں بھی حالات سے آگاہی ہوتی رہے گی " عمران نے کہا۔

بلیک زیرو دوسرے کمرے سے ایک چھوٹا سا میگا ڈکٹا فون لے آیا۔

عمران نے فون بالوں کے نیچے چھپا لیا۔ اور پھر دانش منزل کے احاطے میں کھڑی موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد موٹر سائیکل کو بینک اسکوائر کی طرف دوڑا رہا تھا۔

بینک اسکوائر کے کارنر پر اُسے کیپٹن شکیل کھڑا دکھائی دے گیا
کیپٹن شکیل کے قریب پہنچ کر اُس نے موٹر سائیکل روک دی۔ کیپٹن
شکیل اُس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ صفدر کی بتائی ہوئی
منزل کی طرف اُڑے چلے جا رہے تھے۔

صفدر نے انہیں مشرقی مضافات میں کمرشل بلڈنگ کا پتہ بتایا
تھا۔ وہ اُسی طرف چلے جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ موٹر سائیکل پر وہاں پہنچ گیا۔ انہوں نے قریبی
جھاڑیوں میں موٹر سائیکل چھپا دی۔ اور پیدل ہی عمارت کی
طرف بڑھنے لگے۔ وہ عمارت کی پشت پر پہنچے۔ تب انہیں عمارت
کی چھت پر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔

انہوں نے چونک کر اوپر دیکھا۔ صفدر کی شکل دکھائی دے
رہی تھی۔

اچانک عقب سے کرخت آواز سنائی دی۔

"خبردار! ہاتھ اوپر اُٹھا لو دونوں۔"

کمرے میں سیٹی کی آواز ابھرتے ہی طویل قامت نقاب پوش چونک اٹھا۔ اس نے پھرتی سے میز کی دراز میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن آن کر کے کہنے لگا۔

"یس! ایگل سپیکنگ"

"ہیڈ ایگل سپیکنگ دس اینڈ اوور" دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کیا بات ہے، تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو اوور" ایگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"جناب! ایک انتہائی بری خبر ہے اوور" ہیڈ ایگل کی

آواز میں گھبراہٹ کی وجہ سے ہلکی سی لرزش پائی جاتی تھی۔
"پہیلی میں بات سننا پسند نہیں کرتا میں۔ صاف صاف بتاؤ۔
اوور" چیف ایگل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"ج ج ... جناب! پوائنٹ ٹو تباہ ہو گیا ہے۔ اوور"
ہیڈ ایگل نے اٹکتے ہوئے کہا۔
"اوہ! کیسے اوور" ایگل غرّایا۔
"یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ بس اچانک ہی اسلحے کی پیٹیاں پھٹ
پڑیں۔ اوور"
"بہر حال باقی پوائنٹس پر اسلحے کی حفاظت سخت کر دو۔ ہم
مزید رسک نہیں لے سکتے۔ آپریشن میں صرف تین روز باقی
رہ گئے ہیں۔ اوور" چیف ایگل نے سخت لہجے میں ہدایت کرتے
ہوئے کہا۔
"یس باس! ایک اور اطلاع ہے۔ جارج مارا جا چکا ہے۔
...!! اوور" ہیڈ ایگل کے الفاظ سنتے ہی ایگل بُری طرح
چونک پڑا۔
"یہ کس طرح ہوا اوور" اس نے تیزی سے پوچھا۔
"کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ ہمارے آدمیوں نے اُسے بمشکل تلاش
کیا۔ اُسے سینے میں گولی لگی تھی۔ اوور"

"ویری سیڈ!
بہر حال تم کام کی رفتار تیز کر دو۔ اور ہاں! کل رات ہنگامی میٹنگ کال کرو۔ میں چند ہدایات دینا چاہتا ہوں اوور"۔

"او کے سر! اوور"۔

"اوور اینڈ آل"۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی چیف ایگل نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

ٹرانسمیٹر دراز میں رکھ کر وہ اٹھا اور الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھول کر اندر سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور میز پر رکھ کر فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے ایک بٹن دبایا۔ ٹرانسمیٹر کے اوپر لگا سبز بلب جل اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کہا۔

"ایگل سپیکنگ فرام پاکیشیا اوور"۔

"یس! انٹیلی جینس چیف، رسیو یور کال اوور"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"جارج کو ہلاک کر دیا گیا ہے اوور"۔ ایگل نے بتایا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو ایگل۔ یہ ناممکن ہے اوور"۔ دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"یہ ہو گیا ہے جناب! کسی نے اسے گولی مار دی ہے، اور

ساتھ ہی ساتھ نیا اسلحہ پُراسرار طور پر تباہ ہو گیا ہے اوور "

" اوہ ! یہ انتہائی بُرا ہوا ۔ اب تم کیا کرو گے اوور" پوچھا گیا ۔

" میں اب فوری طور پر مشن پر عمل کروں گا ۔ مزید تاخیر ہمارے لیے خطرے کا باعث بن سکتی ہے اوور "

ایگل نے جواب میں کہا ۔

" او کے ۔ وش یو گڈ لک "

ان الفاظ کے ساتھ ہی دوسری طرف سے کال کی آواز کے ساتھ رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی ، اور ایگل نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔



صفدر نے دروازہ بند ہوتے ہی کمرے کا جائزہ لیا۔ لیکن کوئی بھی ایسا ذریعہ دکھائی نہ دیا۔ جس سے اُسے فرار میں مدد مل سکتی چنانچہ ایک طویل سانس لیکر وہ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

ابھی اُسے بیٹھے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ اُسے زبردست دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ وہ بے اختیار چونک کر ان آوازوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ دھماکے لمحہ بہ لمحہ شدت سے سنائی دے رہے تھے۔ صفدر نے کچھ سوچا اور پھر دروازے سے دور ہٹ کر دوڑتا ہوا دروازے سے ٹکرایا۔ ٹکر اتنی بھرپور تھی۔ دروازہ اکھڑ کر نیچے گرا۔ اور وہ راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ موڑ مڑا۔ دائیں طرف ایک کمرے کا دروازہ دکھائی دیا۔ وہ چونک

نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ کمرے میں دو الماریاں رکھی ہوئی تھیں۔ اُس نے آگے بڑھ کر ایک الماری کھولی اور اس کے چہرے پر مسرت نمودار ہو گئی۔ الماری میں مختلف قسم کا سامانِ میک اپ رکھا ہوا تھا۔ اُس نے پھرتی سے اپنے چہرے پر داڑھی اور مونچھوں کا اضافہ کر لیا اور باہر نکل آیا۔ اب اُسے کسی اسٹین گن کی بردار کی تلاش تھی، وہ راہداری میں آگے بڑھا۔ فوراً ہی سامنے سے کئی مسلح افراد دائیں سے بائیں دوڑتے چلے گئے۔ صفدر پر کسی نے توجہ نہ دی۔ صفدر نے بھی فوری طور پر حرکت کی۔ اور ان افراد کے پیچھے بھاگتا چلا گیا۔

سب سے پچھلے آدمی کو اُس نے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔ اور اس کی گردن پر کراٹے کا وار کیا۔

اُس آدمی کے منہ سے اُوغ کی آواز نکلی۔ اور وہ ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔

صفدر نے پھرتی سے اس کی اسٹین گن جھپٹ لی۔ اور پھر دوسرے آدمیوں کی طرف بھاگتا چلا گیا جو اس اثناء میں راہداری کا موڑ مڑ چکے تھے۔ صفدر کو اُس آدمی کی کوئی فکر نہیں تھی۔ اس افراتفری میں اوّل تو کوئی اس آدمی پر توجہ نہ دیتا اور اگر دیتا بھی تو صفدر کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا تھا۔ کوئی اُسے پہچان نہ لے۔ لیکن اب رسک تو لینا ہی تھا۔ اتنی فکر اُسے ضرور تھی کہ کہیں اس کے کپڑوں سے کوئی پہچان نہ لے

لیکن اب رِسک تو لینا ہی تھا۔ دھماکے شدّت سے ہو رہے تھے۔

وہ سب دوڑتے ہوئے راہداری میں سے نکل آئے۔ سامنے ایک پہاڑ پر دھواں ہی دھواں، مٹّی ہی مٹّی چھائی ہوئی تھی۔ اور اس دھوئیں میں سے پہاڑی ٹکڑے فضا میں اچھلتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب جائے حادثہ پر پہنچ گئے۔ یہاں کئی افراد حیرت سے اس تباہی کو دیکھ رہے تھے۔ اور چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔

" آخر ہوا کیا ہے۔۔۔؟" صفدر نے پریشان سے لہجے میں ایک آدمی سے دریافت کیا۔

" ہونا کیا ہے، اسلحے کو پُر اسرار طور پر آگ لگ گئی ہے۔" اُس آدمی نے بدستور تباہ شدہ پہاڑ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ! یہ تو انتہائی بُرا ہوا۔ باس دکھائی نہیں دیا۔" صفدر نے اُس آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" وہ کسی اور طرف ہو گا۔" اُس آدمی نے جواب دیا۔ اور صفدر نے مزید کچھ نہیں کہا۔ وہ واپس پہاڑوں میں بنی عمارت کی طرف چل دیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ باس کا مخصوص کمرہ اس افراتفری میں تلاش کرے۔ تاکہ کمرے میں مناسب جگہ دیکھ کر چھپ سکے۔ اس طرح اُسے اہم رازوں کا پتہ چل سکتا ہے۔

وہ عمارت کی راہداری میں بنے ایک ایک کمرے کا جائزہ لینے لگا

بعض کمروں کے دروازے مقفل پڑے تھے۔ اس لیے صفدر انہیں دیکھنے سے قاصر رہا۔ بالآخر ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر وہ رُک گیا۔ کمرہ کا دروازہ بظاہر بند دکھائی دے رہا تھا۔

لیکن جب صفدر نے اُسے آہستہ سے دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ اور صفدر پھرتی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے کی وضع قطع ایسی تھی کہ صفدر سمجھ گیا یہی کمرہ باس کا ہو سکتا ہے۔ میز پر دو تین فائلیں اور ٹیلی فون رکھے ہوئے تھے۔ پیچھے دو مقفل الماریاں دکھائی دے رہی تھیں۔

اب مسئلہ تھا کسی محفوظ جگہ کا۔ جہاں وہ چھپ کر اپنے مقصد کی تکمیل کرتا۔ اُس نے کمرے میں نظریں دوڑائیں۔ لیکن کوئی بھی جگہ ایسی دکھائی نہ دی بالآخر اُس کی نظریں الماریوں پر پڑیں۔ اور اُس کی آنکھوں میں چمک لہرا سی گئی۔ وہ پھرتی سے الماری کی طرف بڑھا۔ اُس نے دیکھا الماری دیوار کے بالکل ساتھ لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ اُس نے دونوں ہاتھوں سے الماری کو اپنی طرف دھکیلا۔ الماری بیحد بھاری تھی۔ لیکن صفدر کے بازوؤں کی طاقت اس بھاری پن پر حاوی ہو گئی۔ اور الماری آگے کی طرف کھسک آئی۔

صفدر گھوم کر الماری کے پیچھے خلا میں چلا گیا۔ اور الماری کو دوبارہ اپنی طرف گھسیٹ لیا۔ اب وہ مکمل طور پر کسی کی بھی نظروں سے

محفوظ رہ سکتا تھا۔

اچانک دروازہ کھلنے اور پھر قدموں کی چاپ کی آواز اُبھری صفدر چوکنا ہو گیا۔ اُس نے الماری کی اوٹ سے دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک نقاب پوش کمرے میں داخل ہو کر میز کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اُس کے چلنے کے انداز سے یوں ظاہر ہو رہا تھا۔ جیسے بیحد تھکا ہوا تھا۔ صفدر کو اس کی وجہ معلوم تھی۔ اسلحے کی تباہی سے ظاہر ہے سب لوگوں کی پریشانی بجا تھی۔

صفدر نقاب پوش کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو میز کی دراز کھول رہا تھا۔ اُس نے میز کی دراز میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور پھر کسی کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی سیٹ ہوتے ہی صفدر نے نقاب پوش کو ایک بٹن دباتے دیکھا۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے کمرے میں نقاب پوش کی کھردری قدرے گھبرائی ہوئی آواز گونجی۔

"ہیڈ ایگل سپیکنگ وِس اینڈ اوور"

چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔ شاید دوسری طرف سے کچھ کہا جا رہا تھا۔

"جناب! ایک انتہائی بُری خبر ہے اوور" ہیڈ ایگل نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ پراسرار تباہی کے متعلق بتانے لگا۔ ساری بات بتانے کے بعد اُس نے کسی جارج نامی شخص کی

مرنے کی اطلاع دی۔

چند لمحوں بعد اُس نے دوسری طرف سے آنیوالی آواز سنتے ہی "او کے" کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اس کے بعد اُس نے میز کے پائے پر لگا کوئی بٹن دبایا۔ فوراً دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔

"راجر کو بھیجو" نقاب پوش نے سخت لہجے میں حکم دیا۔ اور وہ آدمی سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری بدن کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آؤ راجر! بیٹھو" نقاب پوش نے کہا اور راجر اُس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"فوری طور پر تمام پوائنٹس پر کال کرو۔ اور بتاؤ کہ چیف ایگل کی طرف سے ایمرجنسی میٹنگ کال کی گئی ہے" نقاب پوش نے ہیڈ ایگل سے کہا۔

"او کے سر! میٹنگ کس وقت ہو گی"؟ راجر نے مؤدب لہجے میں دریافت کیا۔

"کل صبح تقریباً دس بجے، اب جاؤ، اور مطلوبہ اطلاع سب تک پہنچا دو" ہیڈ ایگل نے سخت لہجے میں کہا۔

راجر اُٹھ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اُس کے جاتے ہی نقاب پوش

بھی اُٹھا اور کمرے سے چلا گیا۔

صفدر نے دروازہ لاک ہونے کی آواز سُنی اور ایک طویل سانس لیکر الماری کی اوٹ سے نکل آیا۔ اس نے میز کی دراز میں سے وہی ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور ایکسٹو کی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ یہ فریکوئنسی ایکس ٹو نے ہنگامی حالات کے لیے تمام ممبروں کو بتائی تھی۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ"۔ ایکسٹو کی گھمبیر سی آواز سنائی دی۔ صفدر نے میٹنگ کے متعلق تمام باتیں بتا دیں۔

"تم بتا سکتے ہو۔ کہ تمہیں کہاں قید کیا گیا ہے؟ اوور"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

صفدر نے اس ضمن میں لاعلمی کا اظہار کیا اور کل صبح دوبارہ کال کرنے کا کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اُسے کسی نہ کسی طرح اس جگہ کے متعلق مکمل چھان بین کر کے ایکسٹو کو اطلاع دینی تھی۔ اُس نے اپنی جیب میں سے چھوٹا سا تار نکالا، اور لاک کے سوراخ میں ڈال کر دو تین جھٹکے دیئے۔ کھٹک کی آواز کے ساتھ لاک کھلتا چلا گیا۔

صفدر نے پھرتی سے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر تار کی مدد سے دوبارہ لاک کر دیا۔ اب وہ تیزی سے عمارت سے

باہر جانیوالی راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر آکر اس نے ایک آدمی سے سرسری گفتگو کے دوران اس جگہ کے متعلق معلوم کر لیا۔ اور پھر نقاب پوش کے کمرے میں آکر ایکسٹو کو جگہ کے متعلق تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ اور نقاب پوش کے کمرے سے نکل آیا۔

رات گزارنا اس کے لیے مسئلہ نہیں تھا۔ وہ دیگر آدمیوں میں شامل ہو گیا۔ اور یوں ان کے ساتھ ہی اس نے رات بسر کی۔ صبح ہوتے ہی دیگر آدمیوں کے بیدار ہونے سے قبل وہ نقاب پوش کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ اور تار کی مدد سے دروازہ کھول کر الماری کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازے پر کھٹ پٹ کی آوازیں ابھریں اور پھر وہی نقاب پوش کمرے میں داخل ہوا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ اچانک دیوار پر لگا سبز بلب جلنے بجھنے لگا۔

نقاب پوش نے چونک کر میز کی دراز میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کیا۔

"ہیڈ ایگل سپیکنگ۔ اوور" اس نے کھردرے لہجے میں کہا۔ دوسری طرف سے کچھ کہا گیا۔ جواب میں ہیڈ ایگل کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"کیا، میٹنگ ملتوی کر دی جائے کیوں سر؟ اوور" دوسری

طرف سے پھر کچھ کہا گیا۔

"او کے سر!

میں ابھی سب کو مطلع کیے دیتا ہوں" اور ہیڈ ایگل نے جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے میز کے پائے پر لگا بٹن دبا دیا۔ ایک آدمی کمرے میں آیا۔ یہ راجہ تھا۔

" راجہ میٹنگ ملتوی کر دی گئی ہے۔ سب کو مطلع کر دو" ہیڈ ایگل نے کہا۔ اور راجہ اثبات میں سر ہلا کر واپس چلا گیا۔

نقاب پوش نے اپنے لباس میں سے عجیب قسم کی چابی نکالی اور ٹرانسمیٹر دراز میں رکھ کر لاک دی۔ اور چابی جیب میں ڈال کر کمرے سے نکل گیا۔

صفدر الماری کی اوٹ سے نکل کر دراز کے پاس آیا اور تار کی مدد سے دراز کا لاک کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن لاک بہتیری کوشش کے بعد بھی نہ کھلا۔

میٹنگ کی برخاستگی کا سن کر اسے مایوسی ہوئی تھی۔ اس کی اطلاع وہ ایکسٹو تک پہنچانا چاہتا تھا۔ لیکن ٹرانسمیٹر دراز میں لاک کر دیا گیا تھا۔

بہر حال عمران وغیرہ کو تو ریسو کرنا ہی تھا۔ وہ نقاب پوش کے کمرے سے نکل کر باہر آیا۔ اور راہداری سے ہوتا ہوا عمارت

کے باہر عقبی حصے میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک پائپ اوپر چھت تک چلا گیا تھا وہ پائپ کے ذریعے چھت پر پہنچ گیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔ کہ اُسے عمران اور کیپٹن شکیل دکھائی دیے۔ اس نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور وہ دونوں اس کی طرف بڑھے۔

صفدر چھت سے ان کی طرف متوجہ تھا۔ چنانچہ وہ اُس اسٹین گن بردار کو چیک نہ کر سکا۔ جو درختوں کے جھنڈ سے نکل کر عمران وغیرہ کی طرف بڑھتا چلا آرہا تھا۔

خبردار! ہاتھ اوپر اٹھا لو دونوں" یہ الفاظ سنتے ہی صفدر کو ہوش آیا۔ خوش قسمتی سے اسٹین گن بردار کی نظر صفدر پر نہیں پڑی تھی۔

عمران اور کیپٹن شکیل نے ہاتھ اوپر اُٹھا لیے تھے۔ اور اُسی لمحے صفدر نے چھت پر سے چھلانگ لگائی اور سیدھا اسٹین گن بردار پر آن پڑا۔

اسٹین گن بردار کو اوپر سے حملے کی توقع نہیں تھی۔ چنانچہ صفدر کا جسم جونہی اس سے ٹکرایا۔ وہ الٹ کر زمین پر پڑا۔ اسٹین گن اُس کے ہاتھ سے نکل کر گر پڑی۔

صفدر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے مقابل کو جھٹکے سے اٹھایا۔ ایک قدم پیچھے ہٹا۔ اور دوسرے ہی لمحے اُس نے

قدم آگے بڑھتے ہوئے کراٹے کا وار اُس کی گردن پر کیا۔ یہ انتہائی بھرپور ضرب تھی۔ مقابل کے منہ سے عجیب قسم کی گرگراتی آواز نکلی اور وہ لہراتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔ وہ مر چکا تھا۔

عمران نے پھرتی سے کھینچ کر اُسے قریبی گھنی جھاڑیوں میں ڈال دیا۔ اور پھر پائپ کے ذریعے چھت پر پہنچ گیا۔

"میرا خیال ہے، نیچے ہی آ جائیں تو بہتر ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے نیچے چھلانگ لگا دی۔

صفدر نے میٹنگ برخواست ہونے کے متعلق عمران کو بتا دیا۔

"تم مجھے اس کمرے تک لے چلو، شاید کام کی کوئی چیز نظر آ جائے"۔ عمران نے کہا۔

صفدر نے سر ہلا دیا۔

عمران نے نیچے جھک کر اسٹین گن اٹھالی۔

"شکیل تم یہیں رہو، ہم پانچ منٹ میں واپس آتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔ اور شکیل کے سر ہلانے پر صفدر کے ہمراہ آگے بڑھ گیا۔

صفدر اُسی عمارت کے اندر لے آیا۔ مسلح افراد اپنے اپنے کام میں مگن تھے۔ کسی نے بھی ان دونوں پر زیادہ توجہ نہ دی۔

کیونکہ وہ بھی انہیں میں شامل محسوس ہوتے تھے۔

صفدر نقاب پوش کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رُک گیا اُس نے دیکھ لیا۔ کہ دروازہ بدستور لاک ہے۔ اُس نے جیب سے وہی تار نکالا۔ اور لاک کے سوراخ میں ڈال کر دو تین جھٹکے دیے دروازہ کھُل گیا۔ وہ دونوں تیزی سے اندر داخل ہو گئے۔ صفدر نے دروازہ بند کر کے لاک دوبارہ لگا دیا۔ عمرانؔ میز پر پڑی فائل اٹھا کر پڑھنے لگا۔

اچانک دروازے پر کھٹ پٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ کوئی کمرے میں آنے والا تھا۔

صفدر اور عمران پھرتی سے الماری کے عقب میں چلے گئے دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔ نقاب پوش ہیڈا ایگل کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ وہ میز والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اُسی لمحے دیوار پر لگا سبز بٹن جل اُٹھا۔

"شاید کوئی نئی کال آئی ہے" صفدر نے سرگوشی کی۔

نقاب پوش نے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

"ہیڈ سپیکنگ اوور" نقاب پوش نے ایک بٹن دباتے ہوئے

"ہین میٹنگ ۔۔۔۔!" نقاب پوش نے دوسری طرف سے آنیوالی آواز سن کر حیرانی سے کہا۔

دوسری طرف سے آنیوالی آواز عمران وغیرہ کو سنائی نہیں دے رہی تھی۔

"کل ۔ ۔ ۔ ۔ اوکے سر! آپریشن کس دن شروع ہو گا۔ اوکے" یس پرسوں تک تمام تیاریاں مکمل کر لوں گا۔

"یس سر! اسلحہ پوائنٹ ون پر پہنچ جائے گا۔ اوور اینڈ آل"۔ ہیڈ ون نے ان تمام الفاظ کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے دراز میں رکھ دیا۔ اور دوبارہ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ حسب معمول دروازہ وہ لاک کر کے گیا تھا۔

عمران اور صفدر الماری کے پیچھے سے نکل آئے۔

"آخر مجرموں کا آپریشن کیا ہے"؟ صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔

"جہاں تک مجھے علم ہے،، یہ تنظیم یعنی ایگل کسی بھی حکومت کے خلاف انقلاب لے آتی ہے۔ اور اس انقلاب کے پس پشت اُسی ملک کی سیاسی شخصیات ہوتی ہیں۔ مجرم یہاں بھی انقلاب لانا چاہتے ہیں"۔ عمران نے خلاف توقع سنجیدگی سے جواب دیا۔

"انقلاب! تو گویا یہ تنظیم پاکیشیا میں بھی کالی بھیڑوں کے لیے کام کر رہی ہے"۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! یہ کالی بھیڑیں کثیر معاوضے پر اس انقلابی تنظیم سے کام لیتی ہے۔"

تاکہ وہ خود پسِ پردہ رہ کر عوام کی نظروں میں مشکوک نہ ہو سکیں۔"

عمران نے جواب دیا۔" اور یہ تنظیم آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوئی۔ میں اس تنظیم کی فائل کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ یہ تنظیم ہر بار نئے طریقے سے انقلاب برپا کرتی ہے۔" عمران مزید کہہ کر خاموش ہو گیا۔

صفدر کے چہرے پر غور و فکر کی تہیں سی چھا گئیں۔ وہ بولا۔

"اب بڑا مسئلہ یہ ہے۔ کہ یہ تنظیم پرسوں، آخر کس جگہ سے آپریشن شروع کرے گی۔ ہم تو مکمل اندھیرے میں ہیں۔"

"ہاں! یہی بات اہم ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ یہ لوگ کس جگہ پر مین میٹنگ کریں گے۔ اس میٹنگ میں ہماری شرکت بیحد ضروری ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے صفدر کو دوبارہ مخاطب کیا۔

"صفدر تم چونکہ یہاں کا ماحول اچھی طرح سمجھ چکے ہو۔ چنانچہ یہاں رہ کر نقاب پوش کی نگرانی کرو۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ کہ مین میٹنگ کس جگہ ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے۔ ہیڈ ایگل بھی

میٹنگ میں ضرور شرکت کرے گا۔ چنانچہ اس کا پیچھا کر کے مجھے یا ایکسٹو کو مطلع کر دینا۔ میں چند اہم باتوں کے لیے یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔

"اوکے" عمران نے پوری تفصیل سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوکے! مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" صفدر نے مسکرا کر جواب دیا۔

عمران اُسے تھپکی دے کر کمرے سے نکل آیا۔ اور راہداریاں کراس کرتا کیپٹن شکیل کے پاس پہنچ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ اپنی موٹر سائیکل پر واپس چلے جا رہے تھے۔

سرسلطان ایک فائل کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھے۔ ان
کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی جس سے فائل کی اہمیت
کا اندازہ ہو رہا تھا۔ اچانک سامنے میز پر رکھے سبز رنگ کے ٹیلی فون
کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور وہ چونک اٹھے۔ انہوں نے فائل ایک طرف
رکھی اور پھر ریسور اٹھا لیا۔

"ہیلو! سلطان سپیکنگ"۔ انہوں نے باوقار لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری آف پرائم منسٹر۔ سر پرائم منسٹر سے بات کریں"۔ دوسری
طرف سے وزیراعظم کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ اور پھر ایک
ہلکی سی کلک کی آواز ابھری۔ وزیراعظم سے براہِ راست کنکشن ہو گیا تھا۔

"پرائم منسٹر سپیکنگ" وزیراعظم کی سنجیدگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔
"یس سر! میں متوجہ ہوں" سرسلطان نے قدرے مودب لہجے میں کہا۔
"فائل کا مطالعہ کر لیا آپ نے؟" وزیراعظم نے پوچھا۔
"جی! بس تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ میں تمام متعلقہ سول و آرمی آفیسرز کا ریکارڈ تقریباً دیکھ چکا ہوں، میٹنگ کے لیے سب متعلقہ حضرات موزوں ہیں" سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوکے مسٹر سلطان، تو گویا پرسوں میٹنگ طلب کر لی جائے؟"
"کوئی مضائقہ نہیں جناب! سیکرٹ میٹنگ اب جلد سے جلد ہو جانی چاہیے۔ غیر ملکی ماہرین بھی آ چکے ہیں، اس لیے جلد سے جلد میٹنگ ہو جانی چاہیے" سرسلطان نے جواب دیا۔
"اوکے! اب آپ میرے پاس پہنچ جائیں۔ میں ایک اہم مسئلے پر تبادلہ خیال کرنا چاہتا ہوں" وزیراعظم نے کہا۔ اور سرسلطان نے رضامندی ظاہر کر کے رسیور کریڈل پر ڈال دیا۔
چند لمحوں بعد وہ پرائم منسٹر ہاؤس پہنچ گئے۔ باوردی ملازم انہیں آراستہ ڈرائینگ روم میں بٹھا کر کمرے سے نکل گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وزیراعظم اندر داخل ہوئے۔
سرسلطان نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔
"تشریف رکھیے مسٹر سلطان" وزیراعظم نے سنجیدہ لہجے میں

اہنیں بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔ اور پھر ان کے بیٹھنے پر خود بھی سامنے بیٹھ گئے۔ سر سلطان سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"مسٹر سلطان" وزیر اعظم نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہنا شروع کیا" ایک اہم مصدقہ اطلاع ملی ہے"

"اوہ! کوئی اہم اطلاع ، وہ کیا جناب" سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہماری سرمغربی سرحد پر پڑوسی فوجیں موجود ہیں۔۔۔!" وزیر اعظم نے انکشاف کیا۔ اور سر سلطان اس مرتبہ بُری طرح چونک پڑے۔

"نیگرین فوجیں۔۔۔؟" سر سلطان نے پڑوسی ملک کا نام لیتے ہوئے کہا

"جی ہاں! نیگرین فوجیں" وزیر اعظم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔" اور میں نہیں سمجھ سکتا، کہ آخر وہ کس مقصد کے لیے ہماری سرحد پر تیار بیٹھی ہے"

"پوچھ گچھ سے بھی کچھ پتہ نہیں چلا؟" سر سلطان نے پوچھا۔

"صرف اتنا کہ ان کا مقصد پاکیشیا کو نقصان پہنچانا نہیں ہے۔ وہ کسی اور مقصد کے لیے وہاں جمع ہوئے ہیں"

"تو پھر ہمیں زیادہ فکر نہیں ہونی چاہیئے" سر سلطان نے کہا

" میں نے ضمنی طور پر آپ کو بتایا تھا۔ بہرحال بعد میں دیکھا جائے گا۔ فوجی ماہرین ناگالینڈ سے آ چکے ہیں۔ میرا خیال ہے سب کو کال کارڈ جاری کر دینے چاہئیں " سرسلطان نے وزیراعظم کی بات سن کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

" جناب! اگر اجازت ہو تو ایک سوال کرنا چاہتا ہوں " سرسلطان نے قدرے موذب لہجے میں کہا۔ اور وزیراعظم نے سر ہلا دیا۔

" آخر اس سیکرٹ میٹنگ کا مقصد کیا ہے " سرسلطان نے الجھے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔

" اوہ! یہ تو آپ کو معلوم ہے فوجی ماہرین ناگالینڈ آ چکے ہیں " وزیراعظم نے سرسلطان کی طرف دیکھا۔

" جی ہاں! مجھے معلوم ہے " سرسلطان نے جواب دیا۔

" یہ میٹنگ اسی لیے طلب کی گئی ہے تاکہ ناگالینڈ کے فوجی ماہرین کے ساتھ مل کر ایک مضبوط دفاعی لائحہ عمل ترتیب دیا جا سکے۔ جس کی بدولت ملکی ریشہ دوانیاں پیدا نہ ہوں " وزیراعظم نے بتایا اور سرسلطان ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

" اسی لیے میٹنگ کو خفیہ رکھا جا رہا ہے " انہوں نے کہا اور وزیراعظم نے سر ہلا دیا۔

" اس میں فوجی و اعلیٰ سول آفیسران کی شمولیت ضروری تھی۔ اسی

لیے میں نے آپ کو وہ فائل دی تھی جس میں تمام متعلقہ سول و فوجی افسران کا مکمل ریکارڈ تھا۔ تاکہ آپ انہیں ریکارڈ کے ذریعے چیک کر کے فائنل بیچ دیں۔ یہ اس لیے ضروری تھا کہ کوئی بھی مشکوک آدمی میٹنگ میں شرکت نہ کر سکے، اور یوں میٹنگ کی تمام کارروائی صرف ہال تک ہی محدود رہتی۔" وزیراعظم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او کے!

"تو کیا مجھے اب اجازت ہے؟" سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! بے حد شکریہ۔" وزیراعظم نے ان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان شکریہ کہہ کر باہر نکل آئے۔

چند لمحوں بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہے تھے۔ ان کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ وہ اپنی کوٹھی پہنچ گئے۔ ابھی انہیں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے تھے۔ کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی نے انہیں چونکا دیا۔

"یس! سلطان سپیکنگ۔" انہوں نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا

"اوہ! آپ کو سرطان کب سے ہو گیا۔" یہ عمران تھا۔

"بکواس بند کرو، بات کیا ہے؟" سر سلطان نے مصنوعی غصے میں کہا۔

"لیکن مجھے سرطان ہو گیا ہے۔" عمران بولا۔

"تو پھر میں کیا کروں۔" سر سلطان نے اس دفعہ جھنجھلاتے ہوئے

لہجے میں کہا۔

"آپ علاج کر دیں"۔ عمران کی آواز آئی۔

"اوہ! تو گویا تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو"۔ سر سلطان نے اچانک ہنس کر کہا۔

"آپ تو بہت سمجھدار ہو گئے ہیں" عمران نے تعریف کی۔

"پہلے کیا ناسمجھ تھا میں"۔ سر سلطان غصیلے لہجے میں بولے۔

"میں نے کب کہا"۔ عمران فوراً بولا۔

"کب آ رہے ہو"؟

"بس ابھی پہنچا"۔ عمران نے کہا اور سر سلطان نے رسیور نیچے رکھ دیا۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ عمران آ گیا۔

"ساما لیکم"۔ کمرے میں عمران کا مخصوص سلام گونج اٹھا۔

"وعلیکم اسلام۔ آؤ بیٹھو"۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کافی پیوں گا"۔ اس نے فرمائش کی۔ سر سلطان نے ملازم کو کافی لانے کا حکم دیا۔ جو چند لمحوں بعد پیش کر دی گئی۔ رفتہ رفتہ عمران کے چہرے پر حماقتوں کی تہیں غائب ہوتی چلی گئیں۔ اور نیچے سے ایک سنجیدہ چہرہ نمودار ہو گیا۔

"میں ایک نہایت اہم مسئلہ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا

ہوں"۔ عمران نے کہنا شروع کیا۔

"اور وہ مسئلہ کیا ہے"۔ سر سلطان نے پوچھا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں؟ ان دنوں میں کوئی اہم میٹنگ ہونے والی ہے۔ جس میں سول و فوجی افسران بھی شریک ہو رہے ہوں؟" عمران نے سوچتے ہوئے یہ سوال کیا۔

"ہاں! پرسوں ایسی ہی میٹنگ ہو رہی ہے"۔ سر سلطان نے جواب دیا اور عمران چونک اٹھا۔

"اوہ! کیا یہ میٹنگ کسی خاص نوعیت کی ہے"؟ عمران نے مزید دریافت کیا۔

"ہاں! اس میں ناگالینڈ کے اہم فوجی ماہرین بھی شریک ہو رہے ہیں"۔

"کیا میٹنگ چند دنوں کے لیے ملتوی نہیں کی جا سکتی"۔ عمران نے کافی سپ کرتے ہوئے سر سلطان کی طرف دیکھا۔

"یہ ناممکن ہے۔ اس میں اعلیٰ ملکی اور غیر ملکی فوجی ماہرین شرکت کر رہے ہیں"۔ سر سلطان نے تیزی سے جواب دیا۔

"اب میں سمجھا۔ عمران نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"آخر بات کیا ہے، مجھے بھی تو پتہ چلے"؟ سر سلطان نے الجھے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔

عمران نے ایگل تنظیم کے متعلق ساری بات بتا دی۔ اور سر سلطان بھی کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔

" ہماری مغربی سرحد پر بھی نیگرین فوجیں موجود ہیں۔ ان کی سرگرمیاں بھی پُراسرار ہیں"۔ سر سلطان نے بتایا۔

" اوہ! میں سمجھ گیا"۔ عمران نے اُچھلتے ہوئے کہا۔

" کیا سمجھ گئے "؟

" مجرموں کا منصوبہ! دراصل یہ انقلابی تنظیم عین میٹنگ کے روز دوران میٹنگ حملہ کر کے تمام اعلیٰ فوجی و سول افسران پر قابو پالے گی۔ صدر اور وزیراعظم کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ اور انقلاب کا اعلان کر دیا جائے گا۔ انقلاب کا اعلان ہوتے ہی سرحدوں پر موجود نیگرین فوجیں فوراً حملہ کر دیں گی۔ عوام انقلاب سے بوکھلائی ہو گی۔ فوج میں بدنظمی پیدا ہو رہی ہو گی۔ نیگرین فوجیں نہایت آسانی سے پاکیشیا پر قبضہ کر لیں گی"۔ عمران تیزی سے بتاتا چلا گیا۔ اور سر سلطان کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اتنا خوفناک منصوبہ سُن کر اُن کے ہوش جاتے رہے تھے۔

" اوہ! عمران بیٹے! اب کیا ہو گا"۔ انہوں نے پریشان لہجے میں کہا۔

" آپ فکر نہ کریں۔ ابھی عمران زندہ ہے"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ذہن میں کوئی پلان ہے" سر سلطان نے پوچھا۔

"جی ہاں! آپ دیکھتے جائیے" عمران نے کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"عمران! مجھے اطلاع دیتے رہنا" سر سلطان نے پیچھے سے کہا اور عمران سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی ٹو سیٹر دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔



ہلکے سے الارم کی آواز کمرے میں گونجی اور عمران نے چونک کر بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے ایک بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی کمرے میں صفدر کی آواز گونج اٹھی۔

"صفدر سپیکنگ اوور، صفدر سپیکنگ اوور"

"یس ایکسٹو سپیکنگ۔ کیا رہا صفدر" عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب ایگل تنظیم جس جگہ مین میٹنگ کر رہی ہے اس کا پتہ چل گیا ہے اوور" صفدر کی آواز سنائی دی۔

" ویری گڈ،

کہاں اوور"؟ عمران نے پوچھا۔

" جناب! یہ عمارت مشرقی جنگل میں گھری ہوئی ہے۔ جنگل بیحد گھنا ہے۔ عمارت اندر سے بیحد وسیع ہے اوور" صفدر نے بتایا۔

" تم وہاں تک کیسے پہنچے۔ اوور"؟ عمران نے دریافت کیا۔

" نقاب پوش ہیڈ ایگل کی کار میں چھپ کر، اوور" صفدر نے بتایا۔

" راستہ اچھی طرح ذہن نشین کر چکے ہونا اوور"؟

" ہاں جناب! مشرقی مضافاتی پہاڑیوں سے آگے یہ جنگل شروع ہو جاتا ہے۔ زیادہ وسیع جنگل نہیں ہے۔ عمارت آسانی سے دکھائی دی جائے گی اوور"

" اوکے! میٹنگ کس وقت شروع ہو رہی ہے اوور"

" آج رات! تقریباً آٹھ بجے، جناب! یہاں اسلحے کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ ملک میں اچھی بھلی جنگ کی جا سکتی ہے یہاں کئی لوگ آ رہے ہیں اوور" صفدر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ہر آدھ گھنٹے بعد کال کرتے رہنا۔ عمران پوری ٹیم کے ہمراہ روانہ ہو رہا ہے۔ اس کو گائیڈ کرنا۔ عمران تم سب لوگوں کا لیڈر ہو گا۔ وہ جو کہے گا۔ سب لوگوں کو ماننا ہو گا۔ اور ہاں! اپنی حفاظت کا خاص خیال رکھنا اوور" عمران نے

ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

" اوکے سر! میں سب سمجھ گیا ہوں اوور" صفدر کی مؤدب آواز ابھری " اوور اینڈ آل" عمران نے رابطہ منقطع کر دیا۔

" تو بھئی، میٹنگ کے ٹھکانے کا بھی پتہ چل گیا" عمران نے بلیک زیرو کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" میں ممبروں کو کال کروں، مجرموں پر ریڈ سے پہلے ممبران کو تمام باتوں سے آگاہ کر دینا چاہیئے" بلیک زیرو نے کہا۔

" ٹھیک ہے، سب کو کال کر دو" عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکا کر رسیور اٹھایا۔ اور جولیا کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہونے پر اُس نے کہا۔

" جولیا! تمام ممبران کو دانش منزل پہنچنے کی ہدایت کرو۔ صفدر کو کال نہ کرنا۔ ہری اپ"

" یس سر! کوئی خاص معاملہ" جُولیا نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا

" پہلے کام پھر بات" بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں سختی سے کہا۔ اور رسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

" اچھے جا رہے ہو" عمران نے بائیں آنکھ دباتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو جھینپ سا گیا۔

" اب تم اپنی کوٹھری میں جاؤ۔ تمام حالات میں بتا چکا ہوں۔

ممبرز کو بھی آگاہ کر دینا۔ میں ذرا نیند لے لوں " عمران نے کہا۔
اور دوسرے ہی لمحے کمرہ اس کے خراٹوں سے تھرتھرانے لگا۔
بلیک زیرو کا قہقہہ نکل گیا۔
وہ ایکس ٹو والے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
میٹنگ روم میں سب سے پہلے کیپٹن شکیل اور تنویر داخل ہوئے
عمران کو صوفے پر آڑھا ترچھا پڑے دیکھ کر وہ مسکرا اٹھا، تنویر
نے حسب معمول برا سا منہ بنایا تھا۔
" مینڈک کی طرح چوبیس گھنٹے ٹراتا رہتا ہے " تنویر نے
برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
" مینڈک کسی کو بھی زکام ہوا۔ ہائیں کہاں ہے دلبر جان " عمران
یکدم دیدے گھما کر اٹھ بیٹھا۔ اور پھر تنویر پر نظر پڑتے ہی
اسے یوں دیکھنے لگا۔ جیسے عجائب گھر میں کسی قدیم چیز کو دیکھا جاتا
ہے۔
" بی مینڈکی، تم تو پانچ بچوں کی ماں معلوم ہوتی ہو " عمران
نے تنویر کو سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے کہا۔
" بکواس نہ کرو، میں تم سے منہ نہیں لگانا چاہتا۔ تنویر نے
جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
" بھلا پانچ بچوں کی ماں سے کون منہ لگائے گا۔ کم از کم میں تو نہیں "

عمران نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ تنویر نے اپنی عافیت اسی میں جانی کہ چپ ہو جائے۔

تمام ممبران آچکے تھے۔ ایکسٹو ممبران کو اس کیس اصل محرکات سے آگاہ کر رہا تھا۔ تمام ممبران توجہ سے انقلابی تنظیم کے منصوبے سے آگاہ ہو رہے تھے۔

ایکسٹو کی آواز آنی بند ہو گئی۔ اور ممبران نے ایک طویل سانس خارج کر کے عمران کی طرف دیکھا۔

" ٹھیک سات بجے ہم وہاں ہوں گے" عمران نے سنجیدگی سے کہا " سب کو ہتھیار مل جائیں گے" یہ خیال رکھنا ہے کہ میٹنگ میں شریک کوئی بھی آدمی بچ کر نہ جانے پائے" عمران نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔

رات سردیوں میں بہت گہری ہوتی ہے، سات بجے ہی یوں لگتا ہے۔ جیسے آدھی رات گزر چکی ہو۔ اس عالم میں، جنگل کا گہرا اور گھمبیر سناٹا بہت پُراسرار محسوس ہوتا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پیدل ہی عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا۔

صفدر نے اُس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر کے بتا دیا تھا۔ کہ وہ عمارت کے کس حِصّے پر ہوگا۔ عمران وغیرہ کو جلد ہی صفدر دکھائی دے گیا۔ صفدر عمران اور بقیہ ساتھیوں کو لیکر عمارت کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ ساری عمارت اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ صرف گیٹ پر چند روشنیاں دکھائی دے رہی تھیں۔

گیٹ پر چار مسلح محافظ کھڑے ہوئے تھے۔ عمران اور اُس کے

ساتھیوں نے تمام اسلحہ بیگوں میں ڈال رکھا تھا۔ اور بیگ ہاتھ میں تھامے ہوئے تھے۔ صفدر کی شاید ان محافظوں سے جان پہچان ہو گئی تھی۔ اس لیے وہ زیادہ سختی سے پیش نہ آئے۔ صرف کوڈ پوچھا۔

" ایگل میٹنگ "۔ عمران نے کوڈ بتایا۔ یہ کوڈ صفدر نے انہیں بتایا تھا۔

محافظ نے سر ہلا کر انہیں جانے کا اشارہ کیا۔ وہ احاطے سے ہوتے ہوئے برآمدے میں آ گئے۔ یہاں دو آدمیوں نے ان سے دوبارہ کوڈ پوچھا۔ اور پھر انہیں ساتھ لیکر اندر ایک راہداری میں داخل ہو گئے۔ مختلف راہداریوں سے گزار کر انہیں ایک دروازے کے سامنے لے جایا گیا۔ دروازہ بہت بڑا تھا۔ ایک آدمی پہلے سے دروازے پر موجود تھا۔ اُس نے فوراً دروازہ کھول دیا اور عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک وسیع و عریض ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جن پر کئی آدمی بیٹھے گپیں ہانک رہے تھے۔

عمران نے سب سے پچھلی قطار منتخب کی۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُس نے صفدر وغیرہ کو ہال کے چاروں طرف پھیل جانے کو کہا

کیپٹن شکیل اور کیپٹن نعمانی دائیں طرف دیوار کے ساتھ والی

قطار میں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تنویر اور چوہان بائیں طرف صدیقی کو عمران نے اپنے ساتھ بٹھالیا۔

سامنے اسٹیج دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے صفدر کے کان میں سرگوشی کی۔

" ان کا اصل باس اسٹیج پر ہی آئے گا کسی طرح تم اسٹیج پر پہنچو۔ تاکہ اُسے قابو میں کیا جا سکے "

صفدر نے سر ہلا دیا۔

عمران نے ایک بیگ صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ جس میں ہتھیار وغیرہ موجود تھے۔ صفدر بیگ لے کر ہال سے نکل گیا۔

عمران نے سب کچھ سمجھا دیا تھا۔ کہ جب تک باس اپنے منصوبے کی پوری وضاحت نہیں کرے گا۔ کوئی کاروائی نہیں کی جائے گی کاروائی کے آغاز کے لیے عمران نے ایک اشارہ بھی سب کو بتا دیا تھا۔

ہال میں چند ہی کرسیاں خالی رہ گئیں۔ سب کی نظریں اسٹیج پر لگی ہوئی تھیں۔

پھر یکدم اسٹیج کے عقب میں دروازہ کھلا۔ اور ایک لمبا تڑنگا سیاہ پوش اسٹیج پر نمودار ہوا۔ اسٹیج پر ایک میز اور کرسی موجود تھی۔ میز پر ایک مائیکروفون رکھا ہوا تھا۔ نقاب پوش کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور ہال میں مکمل خاموشی چھا گئی۔

نقاب پوش کی آنکھوں کی جگہ نقاب میں دو سوراخ تھے۔
وہ خاموشی سے ہال کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر یکدم وہ کھنکا
اور دوسرے ہی لمحے اس کی بھاری آواز سب کی سماعت سے ٹکرا
چلی گئی۔

"سب لوگ آچکے ہیں" اس نے بھاری آواز میں ہال پر نظر
دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس" ایک آدمی نے کھڑے ہو کر جواب دیا۔

"تو پھر میں رسمی گفتگو چھوڑ کر اصل مقصد کی طرف آتا ہوں"
نقاب پوش کی آواز ہال میں دوبارہ گونجی۔

"کل ایگل تنظیم کا انتہائی اہم دن آنیوالا ہے۔ جیسا کہ آپ
کو معلوم ہے، ہماری تنظیم انقلابی تنظیم ہے۔ کل ہمارے دیگر
میں ایک اور کارنامے کا اضافہ ہوگا۔ اور وہ ہے، پاکیشیا
انقلاب اور پھر ینگرین کا قبضہ،
تفصیلات کچھ یوں ہیں کہ کل نیشنل میٹنگ ہال میں ایک ٹا
سیکرٹ میٹنگ ہو گی۔ اس میٹنگ میں پاکیشیا کے تمام اہم اور
سول و آرمی آفیسرز شرکت کریں گے۔ ناگالینڈ کے اہم فوجی
بھی اس میٹنگ کے بنیادی رکن ہیں۔ اس میٹنگ میں د
لائحہ عمل مرتب کیا جائے گا۔ تاکہ پاکیشیا میں ریشہ دوانیا

نہ لے سکیں۔

ہمارا آپریشن عین میٹنگ کے وقت شروع ہو گا۔ ہمارے پاس بھاری مقدار میں اسلحہ موجود ہے۔ یہ اسلحہ آج کی میٹنگ کے بعد آپ لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ میٹنگ ہال میں ہم نے ٹھکانے بنا لیے ہیں۔ انہیں ٹھکانوں سے میٹنگ میں شریک افراد پر شدید فائرنگ کی جائے گی۔ ہمارے بعض آدمی دروازے بند کر دیں گے۔ تاکہ کوئی بھی بچ کر نہ نکل سکے۔ صدر اور وزیر اعظم بھی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اور مسٹر تصدق الم فوری طور پر اپنی صدارت کا اعلان کر دیں گے۔ انقلاب کے چند گھنٹوں بعد نیگرین فوجیں پاکیشیا پر حملہ آور ہو جائیں گی۔

پاکیشیائی فوجیں انقلاب کی وجہ سے منتشر ہو چکی ہو نگی۔ کیونکہ ان کے کمانڈر مارے جا چکے ہوں۔ اور یوں پاکیشیا نیگرین کے انڈر ہو جائے گا۔

نقاب پوش طویل گفتگو کے بعد تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔ اس کی تقریر شروع ہوتے ہی عمران نے ٹیپ کا بٹن آن کر دیا تھا جو اس کے بیگ میں تھا۔

نقاب پوش ایگل کی ساری گفتگو ٹیپ میں ریکارڈ ہوتی جا رہی تھی۔

ایگل کی آواز نے دوبارہ سب کو متوجہ کر لیا۔

" آپریشن مکمل ہوتے ہی ہم پاکیشیا چھوڑ دیں گے۔ اس دفعہ تنظیم کو بے پناہ معاوضہ حاصل ہوا ہے، اور میں اس کے لیے تصدق الم صاحب کا شکر گزار ہوں"۔

چند ثانیے رُک کر نقاب پوش ایگل دوبارہ مخاطب ہوا۔

" میٹنگ کے فوراً بعد آپ سب اسٹور میں اسلحہ اٹھا کر نکلتے جائیے اور کل کے آپریشن کی تیاری مکمل کیجیے۔ اب اگر کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو میں حاضر ہوں"۔

ہال میں چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔ اچانک عمران اُٹھا اور اُس کی آواز نے سب کو گھومنے پر مجبور کر دیا۔

" میں ایک بات کی وضاحت چاہتا ہوں جناب"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں ہاں! پُوچھو"۔ نقاب پوش نے اجازت دی۔

" ہماری تنظیم تصدق الم صاحب کی طرف سے کام کر رہی ہے یا نیگرو ین کی طرف سے ہے"؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پُوچھا۔

" مسٹر تصدق الم تو ضمنی طور پر ہماری مدد کر رہے ہیں، اصل میں نیگرو ین نے ہماری خدمات حاصل کی ہیں"۔ ایگل نے جواب دیا۔

" لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا"۔ عمران نے کہا۔ ساتھ ہی اُس نے مخصوص اشارہ کیا اور دوسرے ہی لمحے اُس نے برین گن ہال میں تان لی۔

تنویر، نعمانی، صدیقی، کیپٹن شکیل اور چوہان بھی اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اور تمام افراد پر اسٹین گنیں تان لی تھیں۔

سب لوگ مڑ کر عمران کو دیکھ رہے تھے۔ تبھی ایک آدمی نے کہا۔
"مسٹر! یہ کیا بدتمیزی ہے۔ تم چاہے کوئی بھی ہو اتنے لوگوں کو ہلاک نہیں کر سکتے۔ بہتر یہی ہے۔ برین گن نیچے کر لو"
"سیکرٹ سروس کے رکن خالی ہاتھ بھی اس ہال میں لاشیں بچھا سکتے ہیں" عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا
"ذرا آپ اپنے دائیں بائیں نظر دوڑالیں۔ پتہ چل جائے گا"
عمران کے یہ الفاظ سنتے ہی سب نے ایک دم گھوم کر پیچھے دیکھا۔ اور پھر کیپٹن شکیل وغیرہ کو دیکھ کر ڈھیلے پڑ گئے۔ اچانک کسی کے منہ سے آواز نکلی۔
"اوہ! یہ کیا ......!!!"
لوگوں نے بے اختیار اسٹیج کی طرف دیکھا۔ اور وہ حیران رہ گئے۔ صفدر نے نقاب پوش ایگل کو کور کیا تھا۔ سیکرٹ سروس کے الفاظ سن کر وہ ویسے ہی ڈھیلے پڑ گئے تھے۔
"اب تو ہماری طاقت دکھائی دے گئی ہو گی سب کو" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ پھر یکدم عمران کا ہاتھ اوپر اٹھا۔ اور دوسرے

ہی لمحے ہال کی فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اُٹھی ۔ فوراً ہی بھیانک چیخیں اُبھریں اور اُبھرتی ہی چلی گئیں ۔ عمران کے اشارے پر سب ساتھیوں نے کرسیوں کی اوٹ میں ہو کر فائرنگ کر دی تھی ۔

صفدر نے اسٹین گن کا بٹ نقاب پوش کی کھوپڑی پر رسید کیا اور نقاب پوش چیخ خارج کرتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا ۔

ہال میں موجود تیس بتیس پہلے ہی برسٹ میں ہلاک ہو گئے تھے ۔ ہر طرف لاشیں ہی لاشیں اور خون ہی خون بکھرا ہوا تھا ۔

عمران نے صفدر کو اشارہ کیا ۔ صفدر نے پھرتی سے نقاب پوش کا جسم کندھے پر اٹھایا ۔ اور عمران کے پاس پہنچ گیا ۔

عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تیزی سے ہال سے باہر نکلا ۔ اُسی لمحے سامنے سے کئی مسلح افراد دوڑتے ہوئے آئے ۔ عمران نے برین گن چلا دی ۔ آنیوالے اچھل اچھل کر راہداری میں گرتے چلے گئے ۔

عمران نے اپنے بیگ میں سے ہینڈ گرینیڈ نکالا اور دروازے میں سے اسٹیج کی طرف اچھال دیا ۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا ، اور ہال کی چھت نیچے آ رہی ۔ وہ تیزی سے راہداری میں دوڑتے چلے گئے

" اسلحہ کہاں رکھا گیا ہے " عمران نے پوچھا ۔

" عمارت کے ساتھ کیبن میں " صفدر نے جواب دیا۔
عمران نے پہلے سوچا تھا کہ اسلحہ تباہ کر دیا جائے۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال ترک کر دیا تھا۔ موڑ مڑتے ہی مزید آدمی ان کے سامنے آئے۔ عمران وغیرہ نے انہیں بھی گولیوں کی باڑھ پر رکھ لیا۔ اور ان کی لاشیں پھلانگتے ہوئے باہر نکل آئے۔ تمام آدمی مارے جا چکے تھے۔ صفدر نے ابھی تک نقاب پوش کو اٹھایا ہوا تھا۔

عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا۔ بلیک زیرو کو کال کیا۔ اور ہدایت کی کہ فوری طور پر پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ یہاں پہنچے۔ تھوڑی دیر بعد پولیس آگئی اور اس نے اسلحے کے کیبن کو اپنے قبضے میں کر لیا۔
چند لمحوں بعد اسلحہ ٹرکوں میں لاد کر وہ روانہ ہو گئے۔
انقلابی تنظیم کا خاتمہ کامیابی سے ہو گیا تھا۔

منصوبے کی تباہی

مصنّف :- اسد کلیم

۱۔ راجیشیا نے پاکیشیا کو کونسی دھمکی دی تھی ؟
۲۔ ایس ایس پلانٹ کیا تھا، راجیشیا اس سے کس قسم کا کام لینا چاہتا تھا،
۳۔ صفدر پہ قاتلانہ حملہ، کس لیے کیا گیا تھا۔
۴۔ ایس ایس پلانٹ کا خوفناک منصوبہ کس مقصد کے لیے تھا ؟
۵۔ عمران سمندر میں کیا ہنگامے کر رہا تھا ؟ عمران اور غیر ملکی ایجنٹوں کی خوفناک جنگ۔
۶۔ پاکیشیا کی تین آبدوزیں بغیر کسی وجہ کے تباہ ہو گئیں۔ کیوں ؟
۷۔ صفدر، تنویر اور خاور پہ سینکڑوں گولیوں کی بوچھاڑ! وہ کس طرح بچے ؟
۸۔ عمران اور اُسکے ساتھی ایک آبدوز میں سوار تھے کہ یکدم اُس سے تارپیڈو ٹکرائے، کیا عمران اور اس کے ساتھی بچ گئے ؟
۹۔ انتہائی ہنگامہ خیز اور ایکشن سے بھرپور کہانی۔
۱۰۔ اُن قارئین کے لیے جو منفرد کہانیوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔
۱۱۔ ایس ایس پلانٹ کا منصوبہ کس طرح تباہ ہوا ؟
یہ سب جاننے کیلئے "منصوبے کی تباہی" پڑھیئے۔

عمران سیریز میں ایک اور شاہکار

کمپیوٹر پلان

مصنف ۔ اسد کلیم 8-00

و ۔ کمپیوٹر پلان کیا تھا۔ جس کی خاطر کئی افراد نے موت سے آنکھ مچولی کھیلنی شروع کی
و ۔ عمران ایک کار میں بے ہوش پڑا تھا اور کار۔۔۔ کار موت کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔
و ۔ کمپیوٹر پلان، دو بین الاقوامی تنظیموں کا ٹکراؤ۔
و ۔ کمپیوٹر پلان، جس کے لیے عمران کا ملک شدید خطرے میں پڑ گیا۔
و ۔ سر سلطان کی زندگی کی کیا ضمانت تھی؟
و ۔ سیکرٹ سروس مجرموں کے قبضے میں۔
و ۔ وہ خوفناک مطالبہ کیا تھا۔ جس کی خاطر حکومت بری طرح بوکھلا اٹھی حتیٰ کہ ایکسٹو بھی؟

۱۲۴

ایڈونچر سے بھرپور عمران کا ایک یادگار کارنامہ

بلاسٹنگ مشن

مصنّف اسد کلیم

- پاکیشیا کا ایک اہم راز مائیکروفلم کی صورت میں خاموشی سے اڑا لیا گیا۔
- دانش منزل میں ٹرانسمیٹر مشین نے ایک پُراسرار کال ریسیو کی اور پھر۔۔۔
- عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی پڑوسی ملک فاران میں کیا کرنے گئے تھے
- عمران جب فاران سیکرٹ سروس کے چیف سے ٹکرایا تو چیف استعفیٰ دینے پر مجبور ہو گیا۔
- سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں بھیانک معرکہ۔ سیکرٹ سروس کی اہم ترین فائل اڑا لی گئی۔
- عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک اعصاب شکن سفر کیا۔ کیا وہ بچ گئے۔

ملنے کا پتہ:- فیاض بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد

عمران سیریز میں منفرد ناول

بگ باس حصہ دوم

مصنف :- اسد کلیم

و۔ اسلامی ممالک نے پاکیشیا کو ایک الٹی میٹم دیا۔ کس لیے ۔۔۔؟

و۔ دارالحکومتی ایئرپورٹ پر ہنگامہ، ایئرپورٹ تباہ کر دیا گیا۔

و۔ راجن کون تھا؟ مجرم ہونے کے باوجود اس نے مجرموں کا ساتھ دیا؟ کیوں!

و۔ ملک خوفناک بحران کا شکار ہوتا گیا۔ عمران اور ایکسٹو نجانے کہاں غائب تھے۔

و۔ سمندر میں تین جہازوں کو تباہ کر دیا گیا۔

و۔ تنویر اور کیپٹن نعمانی کے سامنے ایکسٹو کو کئی گولیاں لگیں۔ دونوں ایکسٹو کی نقاب کشائی کرتے رہے۔

و۔ مایوسی کے ان لمحات میں اچانک وہ ہوا جس کا تصور بھی ممکن نہ تھا۔

۔۔۔؟

ملنے کا پتہ فیاض بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد

فائنل ٹریپ

عمران سیریز کا آئندہ ناول :۔ اسد کلیم کے تیز قلم کا نچوڑ

مصنف :۔ اسد کلیم

- تنویر سیکرٹ سروس سے باغی ہو کر فرار ہو گیا۔ اور پھر ایک نیا چکر شروع ہو گیا۔
- ایک انتہائی اہم فائل اڑا لی گئی۔ اور پھر ایک خوفناک کشمکش شروع ہو گئی۔
- ہارڈ سٹون کون تھا؟ اس نے فائنل ٹریپ کا منصوبہ کیوں بنایا تھا؟
- ہنیڈرز تنظیم، سیکرٹ سروس اور ہارڈ سٹون کے درمیان فائل کیلئے خونی آنکھ مچولی۔
- فائنل ٹریپ جس نے عمران، سیکرٹ سروس اور ہنیڈرز کو بری طرح نچا کر رکھ دیا۔
- تنویر کہاں تھا؟ بالآخر تنویر، صفدر کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ کیا وہ واقعی ہلاک ہو گیا؟
- ہارڈ سٹون جس نے فائنل ٹریپ کا منصوبہ عجیب مقصد کے لیے تھا۔ وہ مقصد کیا تھا
- کیا عمران فائل حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیا فائنل ٹریپ کامیاب ہوا یا۔۔۔؟
- سیکرٹ سروس بے بس پرندے کی طرح پھڑپھڑاتی رہ گئی۔ جب فائل اسکے قبضے سے چھین لی گئی۔
- ایک دس منزلہ عمارت کی چھت پر بھیانک ہنگامہ، عمران چھت سے نیچے گر گیا۔ عمران سیریز میں ایک ایکشن ناول

عمران سیریز میں ایک ہنگامہ خیز ناول



مصنف : اسد کلیم

۔۔ ۷-۰۰

- راجیشیا نے پاکیشیا کو ایک خوفناک دھمکی دی ۔
- سی ایس پلانٹ کیا تھا ۔ راجیشیا اس سے کس قسم کا کام لینا چاہتا تھا ۔
- صفدر پر قاتلانہ حملہ کس لیے کیا گیا تھا ؟
- سی ۔ ایس پلانٹ کا خوفناک منصوبے کس مقصد کے لیے تھے ؟
- عمران اور اس کے ساتھی سمندر کے اندر پے در پے ہنگامے کر گئے ۔ عمران اور غیر ملکی ایجنٹوں کا پانی کے اندر خوفناک ٹکراؤ ۔
- پاکیشیا کی تین آبدوزیں کیوں تباہ ہوئیں ۔
- عمران اور اس کے ساتھیوں کی آبدوز جب تباہ ہوئی ۔ تو ۔ ۔ ۔ ۔
- سی ۔ ایس پلانٹ کس طرح تباہ ہوا ۔ آج ہی پڑھیے ۔

ان قارئین کے لیے جو منفرد کہانیوں کی تلاش میں رہتے ہیں ۔

ملنے کا پتہ : فیاض بک ڈپو امین بازار فیصل آباد

عمران اور اس کے ساتھیوں کا حیرت انگیز ایڈونچر

موت کا دفینہ

مصنف اسد کلیمؔ

★ ۔ ایک بھیانک دفینے کا ہنگامہ ۔ جس کے بھیانک سائے ایکرام پر چھاتے چلے گئے ۔
★ ۔ عمران اپنی ٹیم سمیت دفینے کی تلاش میں ۔
★ ۔ ایک کلب سے شروع ہونے والی خونی کہانی ۔ کلب میں کس کو قتل کیا گیا ؟
★ ۔ دفینہ برآمد ہوتے ہی ایکرام موت کے دہانے پر پہنچ گیا ۔ دفینہ کیا تھا !
★ ۔ تین بڑے اور اہم صنعتی شہروں پر تین ہیلی کاپٹر موت کے فرشتے کی طرح پرواز کر رہے تھے ۔ کسی بھی لمحے شہر تباہ ہونے والے تھے ؟
★ ۔ دارالحکومت کے ہزاروں لوگ یکایک کپڑے پھاڑ کر پاگلوں کی سی حرکتیں کرنے لگے ، کیوں ؟
★ ۔ تب عمران اور اس کے ساتھی جان پر کھیل گئے ۔ آخر میں دفینے کے متعلق ایک حیرت انگیز انکشاف ہوتا ہے ۔ انتہائی سنسنی خیز ناول ۔

۔۔۔ ہم